بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ﴿۴۳﴾ [البقرۃ:۲،آیت ۴۳]

نماز قائم رکھو اور زکات دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔[کنز الایمان]

عظمتِ زکات

مؤلف

مولانا ساجد علی مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

[موبائل نمبر: 09450827590]

شائع کردہ

شعبۂ نشریات: دارالعلوم حنفیہ امام احمد رضا، رنگ روڈ، کلیان پور، لکھنؤ، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

نام کتاب : عظمتِ زکات
نام مؤلف : مولانا ساجد علی مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔
موبائل نمبر: 09450827590
ای میل: sajidalimisbahi79@gmail.com
تقدیم وتعارف : مولانا دستگیر عالم مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔
موبائل نمبر: 09453249235
کمپوزنگ : نعمانی کمپیوٹر سینٹر، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔
تعدادِ صفحات : ایک سو اٹھائیس (۱۲۸)
طباعت بار اول : ایک ہزار (۱۰۰۰)
بصرفِ زر : حاجی مقبول حسن صاحب، کملا نہرو نگر، خرم نگر، لکھنؤ۔
سن طباعت بار اول : ربیع الاول ۱۴۳۶ھ/ جنوری ۲۰۱۵ء

********* ملنے کے پتے *********

(۱) دار العلوم حنفیہ امام احمد رضا، مزار والی مسجد، رنگ روڈ، کلیان پور، لکھنؤ۔
(۲) المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی۔
(۳) نوری کتاب گھر، جامعہ اشرفیہ کے سامنے، مبارک پور، اعظم گڑھ۔
(۴) مکتبہ حافظِ ملت، انصاری مارکیٹ، پرانی بستی، مبارک پور، اعظم گڑھ۔
(۵) المجمع النعمانی، کسیا، پوسٹ مہندوپار، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی۔
(۶) حافظ ملت لائبریری، دھرم سنگھواں بازار، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی۔
(۷) مکتبہ حبیبیہ، لہرولی بازار، سنت کبیر نگر، یوپی۔

گزارشِ احوالِ واقعی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

آج سے تقریباً بارہ سال پہلے کی بات ہے کہ جب جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۲۴ھ/ جولائی ۲۰۰۳ء میں میری تیسری کتاب [۱] بنام **"عظمتِ نماز"** کتابت وطباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آئی تو قارئین نے اسے بہت پسند کیا، یہاں تک کہ ماہ نامہ اشرفیہ، اکتوبر ۲۰۰۳ء کے شمارہ میں مولانا محمد افروز قادری فہمیؔ، چریا کوٹی کا ایک تبصرہ شائع ہوا، جس میں موصوف کے تاثرات کا کچھ حصہ اس طرح تھا:

"فاضل مؤلف نے اس کتاب کو دو باب [۲] میں تقسیم کر کے بابِ اول کے ضمن میں نماز کی اہمیت وعظمت اور بابِ دوم کے تحت ترکِ نماز کے وبال کو بیان کیا ہے۔

ان بابوں میں کیا کچھ بیان ہوا ہے، یہ تو آپ کو مطالعے کے بعد معلوم ہوگا، لیکن بابِ دوم پڑھتے وقت مجھ پر جو کیفیت طاری ہوئی اسے لفظوں کا لبادہ نہیں پہنا سکتا، بس اتنا سمجھ لیں کہ کوئی سطر اس صبر وسکون سے نہیں پڑھ سکا کہ آنکھیں نہ بھیگی ہوں اور قلب وروح میں گداز وگداخت کی ایک خاص کیفیت محسوس نہ ہوئی ہو۔

بلا شبہہ اس کتاب میں عبرت وموعظت کا ایک جہاں آباد ہے اور ہر واقعہ اپنے اندر

---

[۱] اس سے قبل پہلی کتاب مسئلۂ اقامت کے موضوع پر بنام **"اقامت کے وقت کھڑے ہونے کی تین صورتیں"** ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ/ جولائی ۲۰۰۱ء میں چھپی تھی، اور دوسری کتاب بنام **"شادی اور طرز زندگی"** ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ/ جون ۲۰۰۳ء میں منظر عام پر آچکی ہے۔ ۱۲

[۲] بعض احباب کی فرمائش پر اس کتاب کے نئے ایڈیشن میں ایک باب کا اضافہ کر دیا گیا ہے، جس میں وضو ونماز کے طریقے اور بعض احکام مسائل کے ساتھ بیش تر نوافل کے طریقے اور ان کے فضائل وغیرہ شامل کیے گئے ہیں، اور عنوان کی مناسبت سے بابِ دوم کے بعض مباحث مثلاً قضا نمازوں کے احکام ومسائل، قضاے عمری کا طریقہ اور اس کی بعض آسان صورتیں اور فدیۂ نماز کے مسائل بھی اسی تیسرے باب میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

اس کا نیا ایڈیشن ایک بار محرم الحرام ۱۴۳۲ھ/ دسمبر ۲۰۱۰ء میں **دار العلوم محبوب سبحانی**، امام احمد رضا چوک، نیومل روڈ، کرلا، ممبئی کے طلبہ نے شائع کیا ہے۔ اور **"مکتبہ قادریہ"** مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی سے مستقل اس کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اور اب جلد ہی انشاء اللہ **"مکتبہ حافظ ملت"** پرانی بستی، مبارک پور، اعظم گڑھ سے بھی اس کی اشاعت ہوگی۔ ۱۲

جذب وکشش کی بے پناہ تاثیر کا حامل ہے جسے خلوصِ دل سے پڑھ لینے کے بعد ناممکن ہے کہ ایک تارکِ نماز یا تارکِ جماعت نمازوں کی مداومت پر خود کو آمادہ نہ کرلے اور اس کا آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے بہتر نہ ہو"۔

ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور میں موصوف کا یہ تبصرہ وتاثر پڑھنے کے بعد مجھے کچھ لکھنے کا بڑا حوصلہ ملا اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب میری یہ بے ربط اور شکستہ تحریریں ایک قلم کار عالم دین کو اس طرح متأثر کرسکتی ہیں کہ اس کی آنکھیں نم ہو جائیں اور قلب میں سوز وگداز کی کیفیت پیدا ہو جائے تو انشاء اللہ عوام الناس کو ضرور اس سے فائدہ پہنچے گا۔

اور پھر اس احساس نے تو میرے حوصلوں میں جان ڈال دی کہ" اگر میری اس طرح کی تحریروں سے چند افراد کی زندگی میں بھی انقلاب آ گیا اور وہ اپنی بداعمالیوں پر نادم وپشیماں ہو کر رب کریم کی بارگاہ میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ تائب ہو گئے اور باقی ماندہ زندگی احکام شرع کے مطابق گزارنی شروع کر دی تو میری قلمی کاوش ٹھکانے لگ جائے گی اور یہ میرے لیے آخرت میں سرمایۂ نجات ہو جائے گا، مزید برآں دنیا میں بھی میرے لیے مسرت وشادمانی کا باعث ہوگا کہ: ع شادم از زندگانی خویش کہ کارے کردم"

ان ہی جذبات کے ساتھ باقی ارکان اسلام (زکات، روزہ اور حج) میں سے ہر ایک پر اس طرح سے کچھ لکھنے کا ارادہ کرلیا اور پھر اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے" زکات" کے موضوع پر لکھنا شروع بھی کر دیا۔ گزرتے دنوں کے ساتھ ایک مختصر سی کتاب تیار ہوگئی اور اس کے بعض مندرجات ماہ نامہ اشرفیہ، اکتوبر ونومبر ۲۰۰۵ء کے شمارے میں شائع بھی ہو گئے، مگر پوری کتاب چھپنے کی نوبت نہیں آئی؛ کیوں کہ ایک مدرس کیے لیے کتاب لکھنا تو آسان ہے، لیکن اسے چھپوا کر فروخت کرنا بہت مشکل ہے، اس لیے وہ مسوّدہ یوں ہی الماری میں پڑا ہوا اپنے ناشر کی راہ دیکھتا رہا۔

کہتے ہیں کہ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے، جب وہ وقت آ جاتا ہے تو غیب سے اس کے اسباب بھی مہیا ہو جاتے ہیں اور کام پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے، یہی حال کچھ اس کتاب کا بھی ہوا، زیارتِ حرمین شریفین سے واپسی کے بعد ۲۰ر محرم الحرام ۱۴۳۶ھ/ ۱۴ر نومبر ۲۰۱۴ء بروزِ جمعہ احباب سے ملاقات کے لیے دار العلوم حنفیہ امام احمد رضا، رنگ روڈ، کلیان پور، لکھنؤ جانے کا اتفاق ہوا، وہاں کسی طرح سے اس کتاب کا ذکر آ گیا تو محب گرامی مولانا **محمد عرب خان مصباحی** نے کہا: حضرت! کتاب لائیے، چھپوانے کا انتظام میں کرتا ہوں۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے،

واپس جامعہ اشرفیہ پہنچ کر اسے فائنل کر کے بھیج دوں گا۔

اس طرح سے اس کتاب کی اشاعت کا انتظام ہوگیا اور کتاب آپ کے ہاتھوں میں آ گئی۔ سچ کہا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے ؂

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے دل کو بھی آرام ہوہی جائے گا

ابھی کتاب لکھنؤ بھیج بھی نہیں سکے تھے کہ مکتبہ حافظ ملت، پرانی بستی، مبارک پور کے ذمہ دار **حافظ محمد عامر صاحب** نے مجھ سے درخواست کی آپ اپنی کتاب **"عظمت زکات"** ہمیں دے دیں، ہم اسے چھاپنا چاہتے ہیں۔ ہم نے اللہ جل شانہٗ کا شکر ادا کیا کہ جو کتاب اب تک ناشر کی راہ دیکھ رہی تھی، اب ناشرین اس کی راہ دیکھ رہے ہیں۔

کتاب کی کمپوزنگ ہوجانے کے بعد میں نے اسے مولانا **محمد قاسم مصباحی** اور مولانا **دست گیر عالم مصباحی**، اساتذۂ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کو دیا، ان حضرات نے اسے بغور دیکھا اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا، بالخصوص مولانا **دست گیر عالم مصباحی** نے بعض امور کے اضافہ کا مشورہ دیا اور ساتھ ہی ایک گراں قدر مقدمہ بھی تحریر فرمایا جو اس کتاب کے ساتھ شامل اشاعت ہے۔

کتاب لکھنؤ بھیجنے سے پہلے ہم نے سوچا کہ اگر ایک مرتبہ از سرِ نو حوالہ جات کا اصل کتابوں سے مقابلہ ہوجائے تو بہتر ہوگا؛ کیوں کہ نقل کرنے میں کبھی کبھی کچھ خلل ہوجاتا ہے اور بعد میں اس کی اصلاح مشکل ہوتی ہے۔ اس کام میں مولانا **ارشاد احمد مصباحی** اور مولانا **جنید احمد مصباحی**، اساتذۂ جامعہ اشرفیہ نے ہمارا خوب تعاون کیا۔

اخیر میں عزیزم مولوی **محمد اسلم آزاد** اور مولوی **محمد فضل رسول** طلبۂ درجۂ سادسہ نے آیاتِ قرآنیہ اور ان کے تراجم و تفاسیر کا مقابلہ قرآن کریم، کنز الایمان اور خزائن العرفان سے کیا۔ جزاهم الله خير الجزاء و يوفقهم لما يحبه و يرضاه .

اس طرح سے ہم نے اپنے طور پر پوری کوشش کی ہے کہ کتاب میں کوئی غلطی نہ رہ جائے، لیکن پھر بھی غلطی نہیں، بلکہ غلطیاں ہوسکتی ہیں؛ اس لیے آپ حضرات سے درخواست ہے کہ اگر کوئی خامی نظر آئے یا کوئی مفید مشورہ دینا چاہیں تو بلا تکلف لکھ کر ارسال فرمائیں، اللہ جل شانہٗ آپ کو اس کا اجر دے گا، فإن الله لا يضيع أجر المحسنين .

ساجد علی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ / ۱۵ جنوری ۲۰۱۵ء۔ جمعرات

تقدیم وتعارف

حضرت مولانا دستگیر عالم مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مُصَلّیاً و مُسَلّماً

اللہ عز وجل نے اپنے بندوں پر ایمان وعقیدہ کے بعد جو عبادتیں فرض فرمائی ہیں، ان میں سے کچھ کا تعلق جسم اور مال دونوں سے ہے، کچھ کا صرف جسم سے ہے اور کچھ کا صرف مال سے۔

زکات وہ عبادت ہے جس کا تعلق صرف مال سے ہے، اور مال انسانوں کی وہ محبوب چیز ہے جس کی تحصیل کے سلسلے میں عام طور سے انسان کسی حد پر پہنچ کر قناعت نہیں کرتا، بلکہ مزید سے مزید حاصل کرنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے، اتنا ہی نہیں، بلکہ بہت سے خدا ناترس لوگ مال کی خاطر جائز وناجائز کی بھی پروا نہیں کرتے، ان کے نزدیک صرف مال کا حصول مطلوب ہوتا ہے، وہ جیسے بھی ہو۔ اور ان کے عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ انھیں مرنا اور اس کے بعد اپنے خالق ومالک کے سامنے حساب دینا ہی نہیں ہے۔

مال حاصل کرنے کی کوشش تو ہر انسان کرتا ہے، مگر کچھ کامیاب ہوتے ہیں اور کچھ ناکام رہتے ہیں؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے، رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ فرما دیتا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ کس کو مال دار کیا جائے اور کس کو مفلوک الحال رکھا جائے، وہ دونوں طریقوں سے اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ مال دار، مال ودولت پا کر میرا شکر، اور نادار اپنی ناداری پر صبر کرتا ہے یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے؛ اس لیے اس نے

غریبوں، مسکینوں کو اس طرح نہیں چھوڑا کہ وہ اپنی غربت کی وجہ سے زندگی بسر نہ کرسکیں، بلکہ ان کا حق مال داروں کے مال میں متعین کردیا ہے۔

اس کے لیے اللہ عز وجل نے اپنے مال دار بندوں پر زکات کا قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے ہر مال دار پر کچھ شرائط کے ساتھ اس کے مال کا زیادہ نہیں صرف چالیسواں حصہ غریبوں کو دینا فرض کیا ہے۔

اسلام کا یہ وہ قانون ہے جس میں اس دنیا کے اندر أرحم الراحمین کی اپنے مفلس بندوں پر کرم نوازی ظاہر وباہر ہے، اس قانون کی بدولت ہر غریب شخص بھی اپنی زندگی کی کشتی کو ساحل سے لگا سکتا ہے۔

چوں کہ مال انسانوں کو حد درجہ مرغوب ہوتا ہے؛ اس لیے بہت سے مال دار ایسے ہیں جو اللہ کے اس اہم فریضے کی ادائگی میں کوتاہی برتتے ہیں، اپنا مال دینا تو دور کی بات ہے، خود اپنے مال میں موجود غریبوں کا حق انھیں دینا گراں محسوس کرتے ہیں اور اگر کچھ دے بھی دیا تو احسان جتلانے سے باز نہیں رہتے، اور کچھ ایسے ہیں جو زکات تو اخلاص کے ساتھ دیتے ہیں، مگر اپنے تمام مالوں کا کوئی باضابطہ حساب نہیں کرتے، بلکہ جو سمجھ میں آتا ہے اندازے سے دے دیتے ہیں جب کہ اپنے تجارتی لین دین میں ایسی کوتاہی ہرگز روا نہیں رکھتے، ایک ایک پیسے کا حساب کرتے ہیں۔

مال کی محبت ہی تھی کہ بانی اسلام حضور نبی کریم ﷺ کے اس دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باتفاق صحابۂ کرام خلیفہ مقرر ہوئے تو کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر زکات دینے سے انکار کردیا کہ ”ہم نماز پڑھیں گے، مگر زکات نہیں دیں گے“۔ اس پر خلیفۂ برحق نے ان سے قتال کیا۔

زیرِ نظر کتاب **”عظمتِ زکات“** میرے رفیق درس محب گرامی حضرت مولانا **ساجد علی مصباحی**، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی تصنیف ہے۔

موصوف کی ذاتِ گرامی تدریس وتحقیق اور تصنیف وتالیف کے حوالے سے محتاج

تعارف نہیں۔ ہم دونوں ایک ساتھ مادرِ علمی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں رفقاے درس بھی رہے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ بعد فراغت تین سالوں تک الگ الگ مدرسوں میں تدریسی خدمت کرنے کے بعد ۹؍شوال ۱۴۲۲ھ/ ۲۵؍دسمبر ۲۰۰۱ء میں ایک ساتھ مادرِ علمی کے **"تربیت تدریس کورس"** میں شامل ہوئے اور پھر حضور **حافظِ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز** محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کے فیضان کرم سے مستقل طور سے جامعہ اشرفیہ میں تدریسی خدمت کے لیے منتخب کر لیے گئے جو ہمارے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔

جب میں کسی کی شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں تو اس خوف سے میرا قلم نہیں چلتا کہ کہیں کوئی خلافِ واقع بات نہ نکل جائے؛ کیوں کہ مجھے رسمی طور پر کسی کی بے جا مدح سرائی کرنا قطعاً پسند نہیں۔

مگر موصوف کے بارے میں مجھے کچھ لکھتے ہوئے بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے؛ کیوں کہ درمیان کے دو تین سالوں کو چھوڑ کر دورِ طالب علمی سے لے کر اب تک میرا ان کا ساتھ رہا ہے، میں ان کی صبح وشام دیکھتا ہوں؛ اس لیے جو کچھ لکھ رہا ہوں، دیکھ کر لکھ رہا ہوں، نہ کہ سن کر۔

موصوف کی شخصیت مجھے کئی جہت سے متأثر کرتی ہے، چناں چہ آپ عزم وحوصلے کے کوہ گراں ہیں، جس کام کا عزم کر لیتے ہیں، اللہ کی توفیق سے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں ـــــ میدانِ تحقیق میں جب اترتے ہیں تو اس کا حق ادا کر دیتے ہیں ـــــ تدریس میں ہر طالبِ علم کے معتمد علیہ ہوتے ہیں، بے تحقیق کوئی بات طلبہ کو بتا کر اپنی شخصیت کو اعتماد کی حد سے باہر کر دینا ہرگز گوارا نہیں کرتے ـــــ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد، تمام امور میں اپنے علم کے مطابق عمل کرنا ان کی فطرت میں داخل ہے، ان کی ادائگی میں کوتاہی کرنا ان کی عادتِ کریمہ سے بہت بعید ہے ـــــ امتِ مسلمہ کی اصلاح ورہنمائی اور ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے ـــــ کسی دینی کام میں محنت ومشقت کرنے سے ذرا نہیں گھبراتے۔

اپنی خداداد صلاحیت اور محنت وجاں فشانی کے سبب اب تک متعدد درسی کتابوں پر حواشی کے ساتھ کئی مستقل کتابیں بھی تالیف کر چکے ہیں۔ مثلاً:

[۱] قواعد النحو۔ (یہ فن نحو کی ایک اہم کتاب ہے، اس میں نحو میر اور ہدایۃ النحو کے تقریباً تمام قواعد آ گئے ہیں اور ساتھ ہی مشقی سوالات اور تمرینات بھی اس میں شامل ہیں)۔

[۲] دراسۃ الصرف۔ (یہ فن صرف کی ابتدائی کتاب ہے، اس میں میزان ومنشعب کے تمام قواعد کے ساتھ کثیر تمرینات بھی شامل ہیں۔ یہ دونوں کتابیں جامعہ اشرفیہ، مبارک پور اور بعض دیگر مدارس اسلامیہ کے نصابِ تعلیم میں شامل ہیں)۔

[۳] مرضاۃ حل مرقاۃ۔ (یہ فن منطق میں علامہ محمد فضل امام خیرآبادی کی مشہورِ زمانہ تصنیف "مرقاۃ" کا اردو حاشیہ ہے جو طلبہ کو شرح سے بے نیاز کر دیتا ہے، اور "مرضاۃ حل مرقاۃ ۱٤۳۰ھ" اس کا تاریخی نام ہے)۔

[۴] حاشیۃ المدیح النبوی۔ (یہ حاشیہ عربی زبان میں ہے)

[۵] حاشیۂ میزان الصرف۔ [۶] حاشیۂ منشعب۔

[۷] فرہنگِ الفاظ، فارسی کی پہلی۔ [۸] فرہنگِ الفاظ، فارسی کی دوسری۔

یہ تمام کتابیں مجلس برکات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے زیر اہتمام چھپ رہی ہیں۔

[۷] شادی اور طرزِ زندگی۔ (یہ کتاب پہلی بار جون ۲۰۰۲ء میں دارالعلوم وارثیہ، لکھنؤ سے چھپی تھی اور اب مکتبہ قادریہ، دہلی کے زیر اہتمام چھپ رہی ہے)۔

[۸] مسئلۂ اقامت (اقامت کے وقت کھڑے ہونے کی تین صورتیں)

[۹] عظمتِ نماز۔ (یہ کتاب بھی مکتبہ قادریہ، دہلی کے زیرِ اہتمام چھپ رہی ہے)

ان کتابوں کے علاوہ موصوف نے مختلف موضوعات پر متعدد مقالات بھی لکھے ہیں، جن کی تفصیل دراسۃ الصرف کے آخر میں موجود ہے، جو ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں چھپی ہے؛ اس لیے ہم یہاں صرف ان ہی مقالات کا ذکر کرتے ہیں جو اُس کے بعد لکھے گئے ہیں اور ان کی کاپی میرے پاس موجود بھی ہے:

[۱] مقالہ بعنوان: امام الادب مولانا فیض الحسن سہارن پوری۔تعداد صفحات: ۲۰
مکتوبہ: ۱۱ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ/ ۶ر جنوری ۲۰۱۲ء۔ جمعہ مبارکہ
[۲] مقالہ بعنوان: اردو رسم الخط کے املا کے مسائل اور تجاویز۔تعداد صفحات: ۶۔
مکتوبہ: ۳ر ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ/ ۲۶ر فروری ۲۰۱۲ء۔ یک شنبہ
[۳] مقالہ بعنوان: شیخ اعظم "اظہار عقیدت" کے آئینے میں۔تعداد صفحات: ۲۲
مکتوبہ: ۲۵ر جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۳۳ھ/ ۱۸ر اپریل ۲۰۱۲ء۔ چہار شنبہ
[۴] مقالہ بعنوان: خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔تعداد صفحات: ۸۰
مکتوبہ: ۲۲ر ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ/ ۱۰ر اکتوبر ۲۰۱۲ء۔ شب سہ شنبہ
[۵] مقالہ بعنوان : بحر العلوم مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان۔تعداد صفحات: ۸
مکتوبہ: ۹ر صفر المظفر ۱۴۳۲ھ/ ۲۳ر دسمبر ۲۰۱۲ء۔ یک شنبہ
[۶] مقالہ بعنوان: ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی خلیفہ مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔تعداد صفحات: ۷
مکتوبہ: ۱۰ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ/ ۲۴ر دسمبر ۲۰۱۲ء۔ دوشنبہ
[۷] مقالہ بعنوان : بحر العلوم اپنے خطبات کے آئینے میں۔تعداد صفحات: ۶
مکتوبہ: ۱۶ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ/ ۳۰ر دسمبر ۲۰۱۲ء۔ یک شنبہ
[۸] مقالہ بعنوان: خطیب البراہین اور اصلاح معاشرہ۔تعداد صفحات: ۶
مکتوبہ: ۲۸ر جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۳۴ھ/ ۱۰ر اپریل ۲۰۱۳ء۔ چہار شنبہ
[۹] مقالہ بعنوان: حافظ ملت بحیثیت معلم و مصلح۔
مکتوبہ: ۲۹ر جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۳۵ھ/ یکم اپریل ۲۰۱۴ء۔ سہ شنبہ
[۱۰] مقالہ بعنوان : فارغین مدارس میں داعیانہ فکر و کردار کی ضرورت اور اس کے تقاضے۔تعداد صفحات: ۸۔ مکتوبہ: ۲۰ر جمادی الآخرہ ۱۴۳۵ھ/ ۲۱ر اپریل ۲۰۱۴ء۔
[۱۱] مقالہ بعنوان: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔تعداد صفحات: ۷
مکتوبہ: ۱۶ر رجب ۱۴۳۵ھ/ ۱۶ر مئی ۲۰۱۴ء۔ جمعہ مبارکہ

[۱۲] مقالہ بعنوان: امام اعظم ابوحنیفہ کا سوانحی خاکہ۔ تعداد صفحات: ۱۶
مکتوبہ: ۸ر شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ/ ۷ر جون ۲۰۱۴ء۔ شنبہ

ان مقالات کے علاوہ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے فقہی سیمیناروں کے متعدد مقالات اور تلخیصات بھی ہیں جو موصوف کی تحریری صلاحیت کا ثبوت ہیں۔

یہ کتاب **"عظمتِ زکات"** بھی موصوف کے سلسلۂ تالیفات کی ایک اہم کڑی ہے۔ راقم السطور (دستگیر عالم مصباحی) نے اسے از اول تا آخر حرف بہ حرف دیکھا اور معمولی طور پر کہیں کہیں حذف واضافہ کا مشورہ بھی دیا۔

اس سے پہلے کی آپ کی تالیف **"عظمتِ نماز"** ہے جو نماز کی اہمیت وفضیلت کے موضوع پر بہت ہی اہم اور مؤثر کتاب ہے۔ زیر نظر کتاب کو اُس کتاب سے نام میں مناسبت کے ساتھ طرزِ تالیف میں بھی مناسبت حاصل ہے۔

اس کتاب کو تمہیدی کلمات کے بعد پانچ ابواب اور ایک خاتمہ میں تقسیم کیا گیا ہے:

تمہید: اس میں زکات کی عظمت واہمیت اور اس کے نمایاں فوائد کا ذکر ہے۔

پہلا باب: اس میں زکات ادا کرنے کی تاکید اور اس کے فضائل آیات واحادیث کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔

دوسرا باب: اس میں زکات ادا نہ کرنے کے نقصانات اور اس پر واقع ہونے والی سزاؤں کا ذکر قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

تیسرا باب: یہ باب زکات کے بعض احکام ومسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں موجودہ دور میں رائج پیمانے کے اعتبار سے نصاب زکات کی مقدار کی تعیین، بینک اور ڈاک خانے وغیرہ میں جمع شدہ رقوم کی زکات کے احکام، کھیتوں کی پیداوار اور درختوں کے پھلوں کی زکات اور صدقۂ فطر کے احکام، نیز مصارف زکات کو بہت ہی واضح اور سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

چوتھا باب: اس میں احادیث کریمہ کی روشنی میں بھیک مانگنے کی مذمت اور مانگنے والوں کو دینے کا حکم بہت ہی مؤثر انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

پانچواں باب: اس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں صدقہ وخیرات کرنے کے فضائل وفوائد ذکر کیے گئے ہیں۔

خاتمہ: اس کے تحت صدقہ وخیرات کرنے والوں کے بعض واقعات درج کیے گئے ہیں جو بہت نفع بخش اور دلوں میں صدقہ وخیرات کرنے کا جذبہ پیدا کرنے والے ہیں۔

پوری کتاب عوام وخواص سب کے لیے مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی قبولیت بخشے اور ان کے لیے اسے آخرت میں ذریعۂ نجات بنائے۔ اور اسی طرح مستقبل میں بھی اخلاص کے ساتھ مزید دینی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ الموفق لکل خیر وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین.

دستگیر عالم مصباحی

خادم تدریس جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۷ر ربیع النور ۱۴۳۶ھ/ ۳۰ر دسمبر ۲۰۱۴ء۔ سہ شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمده ونصلّي ونسلّم علی رسوله الکریم

زکات کی عظمت واہمیت

زکات ادا کرنا اسلام کا ایک اہم ترین رکن، مہتم بالشان فریضہ اور اعلیٰ قسم کی عبادت ہے۔ اس کی عظمت واہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک نے قرآن مجید میں بتیس (۳۲) جگہ نماز کے ساتھ زکات کا ذکر فرمایا اور طرح طرح سے اپنے بندوں کو اس کی اہمیت کا احساس دلایا۔

اس کی فرضیت کا بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

✿ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾[۱]

ترجمہ: نماز قائم رکھو اور زکات دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔[۲]

اس آیتِ کریمہ میں نماز و زکات کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔[۳]

زکات ۲ ھ میں ماہِ رمضان کے روزوں سے پہلے فرض ہوئی۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

”زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق، اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہ گار، و مردود الشہادۃ ہے۔[۴]

اور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زکات کا شمار ان پانچ چیزوں میں فرمایا جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

---

[۱] قرآن کریم، البقرہ: ۲، آیت: ۴۳.
[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.
[۳] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.
[۴] بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۸۷۴، مکتبۃ المدینۃ.

مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ،وَإِيتَاءِالزَّكَاةِ،وَالْحَجِّ،وَصَوْمِ رَمَضَانَ".[۱]

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:۱۔اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ جلّ شانہٗ کے رسول ہیں۔۲۔نماز قائم رکھنا۔۳۔ زکات دینا۔۴۔حج کرنا۔۵۔ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔

قرآن پاک کی بہت سی آیات اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی بے شمار احادیث میں زکات ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور ساتھ ہی مسلمانوں کی ترغیب وترہیب کے لیے زکات ادا کرنے والوں کے فضائل ومناقب اور اس سے غفلت برتنے والوں کا دردناک انجام بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

ان سب آیات واحادیث کا بیان کرنا مشکل ترین امر ہے اور پھر اس کی ضرورت بھی نہیں ہے؛ اس لیے کہ جو سچے مسلمان ہیں، جن کے دلوں میں خدائے تعالیٰ کا خوف اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہے ان کے لیے قرآن پاک کی ایک آیت یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہی کافی ہے۔ہاں! جو محض نام کے مسلمان ہیں، جن کے دلوں میں جذبۂ اطاعت وفرماں برداری نہیں ہے، ان کے لیے قرآن پاک کی تمام آیتیں اور احادیثِ مبارکہ کا سارا دفتر بھی بے سود ہے۔

اس لیے ہم سرِ دست بابِ زکات سے متعلق چند آیات واحادیث اور بعض واقعات وحقائق ہی پیش کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جو حضرات خلوص دل ان سطور کا مطالعہ کریں گے، وہ ان شاء اللہ ضرور فائدہ حاصل کریں گے۔

لیکن آیات وآحادیث پیش کرنے سے پہلے ہم اجمالی طور پر زکات ادا کرنے کے بعض نمایاں فوائد درج کر دیتے ہیں؛ تاکہ ایک نظر میں ہی اس کی خوبیاں آپ کے سامنے ظاہر ہو جائیں۔

[۱] صحيح البخاری ،كتاب الإيمان ، باب قول النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : بنى الإسلام على خمس ، ج١ ،ص ٦ ،مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

زکات ادا کرنے کے نمایاں فوائد:

زکات ادا کرنا تکمیل ایمان کا ذریعہ ہے ✱ زکات دینے سے باقی مال پاک ہوجاتا ہے ✱ زکات ادا کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے ✱ زکات دینے سے باقی مال ضائع اور برباد ہونے سے محفوظ ہوجاتا ہے ✱ زکات ادا کرنا مسلمانوں کا وصف ہے ✱ زکات دینا نماز کی قبولیت کا ذریعہ ہے؛ کیوں جو شخص زکات نہیں دیتا ہے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی ✱ زکات ادا کرنے سے ایمان کی لذت ملتی ہے ✱ زکات دینے سے انسان مال کے شر سے نجات پا جاتا ہے اور کامیابیوں سے ہم کنار ہوتا ہے۔

زکات مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ مضبوط بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے اور اس سے اسلامی معاشرے میں اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے۔

پہلا باب

زکات ادا کرنے کی تاکید وفضیلت

[آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں]

خدائے وحدہٗ لاشریک قرآن حکیم میں جا بجا زکات ادا کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس کے فضائل وبرکات بھی بیان فرماتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

✪ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾ [۱]

ترجمہ: نماز قائم رکھو اور زکات دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ [۲]

اس آیتِ کریمہ میں نماز وزکات کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔ [۳]

[۱] قرآن کریم، البقرہ: ۲، آیت: ۴۳.

[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۳] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

زکات کے بغیر نماز مقبول نہیں:

بعض اہلِ علم فرماتے ہیں کہ اللہ جلّ شانہ نے اپنے مقدس کلام میں نماز کے ساتھ زکات کا ذکر فرمایا اور حکم دیا: {اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ} یعنی نماز قائم رکھو اور زکات دو۔

اس کی ایک حکمت یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور زکات بندوں کا حق ہے تو موافقِ شرع دونوں کی رعایت ضروری ہے؛ کیوں کہ تمام عبادتیں ان ہی دونوں میں منحصر ہیں؛ اس لیے کہ کوئی بھی عبادت ہو یا تو وہ حقوق اللہ سے متعلق ہوگی یا حقوق العباد سے متعلق ہوگی۔

اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے بعض علمانے فرمایا: تین احکام ایسے ہیں جو دوسرے تین احکام سے جڑے ہوئے ہیں، ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے بغیر مقبول نہیں۔ وہ تین احکام یہ ہیں:

(۱) {قِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ}[۱] یعنی نماز قائم رکھو اور زکات دو۔ تو جو شخص نماز پڑھے اور زکات نہ دے جب کہ اس پر واجب ہو، اس کی نماز مقبول نہیں۔

(۲) {اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ}[۲] یعنی حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہ مانے، اس کی یہ اطاعت وفرماں برداری مقبول نہیں۔

(۳) {اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ}[۳] یعنی میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر بجالاؤ۔ تو جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور ماں، باپ کا احسان نہ مانے، اس کا شکرِ الٰہی بجالانا مقبول نہیں۔[۴]

---

[۱] قرآن کریم، البقرہ: ۲، آیت: ٤٣.

[۲] قرآن کریم، النور: ٢٤، آیت: ٥٤.

[۳] قرآن کریم، لقمان: ٣١، آیت: ١٤.

[۴] درة الناصحين في الوعظ والإرشاد، ص ٨٢. ابناء مولوی محمد غلام رسول سورتی، جاملی محله، ممبئی.

صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"أُمِرْنَا بِإِقَامِ الصَّلَاةِ وَ إِيْتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَ مَنْ لَمْ يُزَكِّ فَلَا صَلَاةَ لَهٗ". رواه الطبراني في الكبير.[۱]

ترجمہ: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نماز پڑھیں اور زکات دیں اور جو شخص زکات نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُؤتِ الزَّكَاةَ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ يَنْفَعُهٗ عَمَلُهٗ".[۲]

ترجمہ: جو نماز ادا کرے اور زکات نہ دے، وہ ایسا مسلمان نہیں کہ اسے اس کا عمل کام آئے۔

✿ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝۵۶ [۳]

ترجمہ: اور نماز برپا رکھو(قائم رکھو اور اس پر مداومت کرو)، اور زکات دو، اور رسول کی فرماں برداری کرو، اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔[۴]

✿ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۝۱ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۝۳ [۵]

ترجمہ وتشریح: یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی (جو حق و باطل میں امتیاز کرتی ہے اور جس میں علوم و حکم ودیعت رکھے گئے ہیں) ہدایت اور خوش خبری ایمان والوں کو، وہ جو نماز برپا (قائم) رکھتے ہیں (اور اس پر مداومت کرتے ہیں اور اس کے شرائط و آداب و جملہ حقوق کی حفاظت کرتے ہیں) اور زکات دیتے ہیں (خوش دلی سے) اور وہ آخرت

---

[۱] الترغيب والترهيب ،ج۲،ص ۱۰۸، المكتبة التجارية الكبرىٰ، مصر.

[۲] الترغيب والترهيب ،ج۲،ص ۱۰۸، المكتبة التجارية الكبرىٰ، مصر.

[۳] قرآن کریم ، النور: ۲٤، آیت : ٥٦.

[۴] کنزالایمان فی ترجمة القرآن ، مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور.

[۵] قرآن کریم ، النمل: ۲۷، آیت : ۱، ۲، ۳.

پر یقین رکھتے ہیں۔[۱]

✪ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ﴿۲﴾ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ [۲]

ترجمہ: یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں، ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لیے، وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکات دیں اور آخرت پر یقین لائیں وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انھیں کا کام بنا۔[۳]

✪ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ [۴]

ترجمہ: نماز قائم رکھو اور زکات دو اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے، بے شک اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے۔[۵]

✪ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ [۶]

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکات دو اور اللہ کو اچھا قرض دو اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[۷]

---

[۱] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن و خزائن العرفان فی تفسیر القرآن.

[۲] قرآن کریم، لقمان : ۳۱، آیت :۲ تا ۵.

[۳] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۴] قرآن کریم، البقرہ: ۲، آیت : ۱۱۰.

[۵] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۶] قرآن کریم، المزمل :۷۳، آیت :۲۰.

[۷] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

شہرِ خموشاں کے مکین کا بیان:

ریاض الناصحین میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ایک روز صبح کے وقت قبرستان تشریف لے گئے اور فرمایا: اے شہرِ خموشاں کے باشندو! تم پر سلامتی ہو۔ تمھارے اموال لوگوں نے آپس میں تقسیم کر لیے، تمھارے بنائے ہوئے گھروں میں دوسرے رہنے لگے اور تمھاری بیویوں نے دوسرے شوہروں سے نکاح کر لیا۔ یہ تمھاری خبر ہے جو ہمارے پاس ہے، اب تم ہماری خبر سناؤ جو تمھارے پاس ہے۔ اس کے جواب میں ایک آواز آئی اور بولنے والا دکھائی نہیں دے رہا تھا:

اے علی! جو ہم نے کھایا اس سے فائدہ اٹھایا اور جو ہم نے آگے بھیجا یعنی رضائے الٰہی کے لیے خرچ کیا اسے یہاں موجود پایا اور جو اپنے پیچھے وارثوں کے لیے چھوڑ آئے وہ ہمارے کسی کام نہ آیا۔[۱]

مرادوں سے ہم کنار مؤمنین:

۞ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝[۲]

ترجمہ: بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے اور وہ کہ زکات دینے کا کام کرتے ہیں۔[۳]

ان آیتوں میں اس حقیقت کو واضح کر دیا گیا ہے کہ مراد کو پہنچنے والے اور کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہونے والے وہ مومنین ہیں جو اپنی نمازوں میں گڑگڑاتے ہیں یعنی ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا ہے اور ان کے اعضا ساکن ہوتے ہیں۔

اور مراد کو پہنچنے والے وہ مومنین ہیں جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے یعنی ہر قسم کے لہو و لعب اور باطل سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ اور مراد کو پہنچنے والے وہ مومنین

---

[۱] ریاض الناصحین، ص۱۲۱، مکتبة الحقیقة، استانبول، ترکی.

[۲] قرآن کریم، المومنون: ۲۳، آیت: ۱، ۲، ۳، ٤.

[۳] کنز الایمان فی ترجمة القرآن، مجلس برکات، جامعه اشرفیه، مبارك پور.

ہیں جو زکات دینے کا کام کرتے ہیں یعنی اس کے پابند ہیں اور اس پر مداومت کرتے ہیں۔[۱]

سائل ومحروم کا حق:

✪ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝۲۴ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ۝۲۵ [۲]

ترجمہ: اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے اس کے لیے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے۔[۳]

اس آیت میں حق معلوم سے مراد زکات ہے جس کی مقدار معلوم ہے، یا وہ صدقہ جو اپنے نفس پر معین کرے تو اسے معین اوقات میں ادا کیا کرے۔اس سے معلوم ہوا کہ صدقاتِ مستحبہ کے لیے اپنی طرف سے وقت معین کرنا شرع میں جائز اور قابل مدح ہے۔

اور لِلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ۝۲۵ سے مراد یہ ہے کہ دونوں قسم کے محتاجوں کو دے یعنی جو حاجت کے وقت سوال کرتے ہیں انھیں بھی دے اور جو شرم سے سوال نہیں کرتے اور ان کی محتاجی ظاہر نہیں ہوتی انھیں بھی دے۔[۴]

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللهَ فَرَضَ عَلىٰ أَغْنِيَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ أَمْوَالِهِمْ بِقَدْرِ الَّذِيْ يَسَعُ فُقَرَاءَهُمْ وَ لَن يُّجْهَدَ الْفُقَرَاءُ إِذَا جَاعُوا وَعَرَوْا إِلَّا بِمَا يَصْنَعُ أَغْنِيَاؤُهُمْ ، أَلَا!وَإِنَّ اللهَ يُحَاسِبُهُمْ حِسَاباً شَدِيْداً وَ يُعَذِّبُهُمْ عَذَاباً أَلِيْماً.رَوَاهُ الطَّبرَانِي فِي الْأَوْسَطِ وَالصَّغِيْرِ.[۵]

---

[۱] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ملخصاً، مجلس برکات ، جامعہ اشرفیہ ، مبارك پور.

[۲] قرآن کریم ، المعارج : ۷۰، آیت :۲٤ ، ۲۵.

[۳] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات ، جامعہ اشرفیہ ، مبارك پور.

[۴] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ملخصاً، مجلس برکات ، جامعہ اشرفیہ ، مبارك پور.

[۵] الترغیب والترهیب من الحدیث الشریف ،ج۲،ص۱۰۷ ، المكتبة التجارية الكبرىٰ ، مصر.

ترجمہ: بے شک اللہ جل شانہٗ نے مال دار مسلمانوں پر ان کے مال میں اتنی مقدار زکات فرض فرمادی ہے جو مسلمان فقرا کے لیے کافی ہے، اور فقیر ہر گز ننگے اور بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مال داروں کے ہاتھوں، سن لو! ایسے مال داروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انھیں دردناک عذاب دے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقاے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وَ يْلٌ لِلْأَغْنِيَاءِ مِنَ الْفُقَرَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يَقُوْلُوْنَ : رَبَّنَا ! ظَلَمُوْنَا حُقُوْقَنَا الَّتِيْ فَرَضْتَ لَنَا عَلَيْهِمْ ، فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ : وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَأُدْنِيَنَّكُمْ وَ لَأُبَاعِدَنَّهُمْ .[۱]

ترجمہ: قیامت کے دن مال داروں کے لیے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے۔ محتاج عرض کریں گے: ہمارے حقوق جو تو نے ان پر فرض کیے تھے، انھوں نے ظلماً نہ دیے۔ اللہ عزّ وجل فرمائے گا: مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی، تمھیں اپنا قرب عطا کروں گا اور انھیں دور رکھوں گا۔

صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرنا:

✪ سورۂ توبہ میں ہے: خُذْ مِنْ اَمْوٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ [۲]

ترجمہ: اے محبوب! ان کے مال میں سے زکات تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو، اور ان کے حق میں دعاے خیر کرو، بے شک تمھاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔[۳]

اس آیت میں جو صدقہ وارد ہے اس کے معنی میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں: ایک قول یہ ہے کہ اس صدقہ سے مراد صدقہ غیر واجبہ ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس صدقہ سے

[۱] الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، ج۲، ص۱۰۸، المكتبة التجارية الكبرىٰ، مصر.

[۲] التوبہ:۹، آیت :۱۰۳.

[۳] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارك پور.

مراد زکات ہے۔امام ابوبکر رازی جصاص نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ صدقہ سے مراد زکات ہے۔

سنت یہ ہے کہ صدقہ لینے والا صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرے۔ بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی حدیث ہے کہ جب کوئی نبی کریم ﷺ کے پاس صدقہ لاتا تو آپ اس کے حق میں دعا کرتے، میرے باپ نے صدقہ حاضر کیا تو حضور نے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ أَبِيْ أَوْفٰی. (اے اللہ! ابواوفیٰ کے مال میں برکت دے)۔[۱]

زکات دینے سے باقی مال پاک ہوجاتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: جب آیت کریمہ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ [۲][ترجمہ: اور وہ لوگ جو سونا، چاندی ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی] نازل ہوئی تو یہ مسلمانوں پر دشوار ہوئی؛ کیوں کہ انھوں نے سمجھا کہ جب سونا چاندی جمع کرنا حرام ہوگیا تو بہت دشواریوں کا سامنا ہوگا؛ اس لیے کہ بسا اوقات ضرورتیں سونا، چاندی یا روپیہ، پیسہ جمع کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: گھبراؤ نہیں، میں تم سے مصیبت دور کردوں گا۔ پھر حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلاۃ والتسلیم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّهُ كَبُرَ عَلَى أَصْحَابِكَ هَذِهِ الآيَةُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :إِنَّ اللهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ إِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ،وَإِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيثَ لِتَكُونَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ.قَالَ: فَكَبَّرَ عُمَرُ".[۳]

ترجمہ: یارسول اللہ! یہ آیتِ کریمہ حضور کے اصحاب پر گراں معلوم ہوئی۔ اس پر

---

[۱] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن مختصراً، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۲] قرآن کریم، التوبہ: ۹، آیت: ۳٤.

[۳] سنن أبي داؤد، ج۲، ص ۱۷۲، دار المعرفة، بیروت، لبنان.

آپ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ نے زکات تو اس لیے فرض فرمائی ہے کہ تمھارے باقی مال کو پاک کردے اور مواریث اس لیے فرض کیے کہ تمھارے بعد والوں کے لیے ہوں۔ راوی کہتے ہیں: اس پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشی میں تکبیر کہی۔

اس سے معلوم ہوا کہ زکات نکالنا باقی مال کو پاک اور ستھرا کردیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مطلقا مال جمع کرنا حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو زکات سے مال کی طہارت نہ ہوتی اور نہ ہی میراث کے احکام جاری ہوتے۔ ہاں! زکات نکالے بغیر مال کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے۔

✿ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"أَدِّ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ؛فَإِنَّهَا طُهْرَةٌ تُطَهِّرُكَ ،وَآتِ صِلَةَ الرِّحْمِ، وَ اعْرِفْ حَقَّ السَّائِلِ وَالجَارِ وَالْمِسْكِينِ.[۱]

ترجمہ: اپنے مال کی فرض زکات ادا کر؛ کیوں کہ وہ پاک کرنے والی ہے، تجھے پاک کردے گی اور رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کر، نیز سائل، پڑوسی اور مسکین کا حق پہچان۔

زکات دینے والوں کا اجر:

✿ سورۂ بقرہ میں ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ [۲]

ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکات دی اُن کا نیگ (اجر) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انھیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔[۳]

✿ سورۂ نسا میں ہے: وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

---

[۱] كنزالعمال فی سنن الأقوال والأفعال، كتاب الزكاة، الباب الأول فی الترغيب والترهيب والأحكام، ج٦، ص ١٥٥، دائرہ المعارف العثمانية، حيدرآباد، دكن.

[۲] قرآن کریم، البقرہ: ۲،آیت :۲۷۷.

[۳] كنزالايمان فی ترجمة القرآن، مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مباركپور.

بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِکَ سَنُؤْتِیْہِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۶۲﴾ [۱]

ترجمہ: اور نماز قائم رکھنے والے اور زکات دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے، ایسوں کو عن قریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔ [۲]

زکات دینا ایمان والوں کے اوصاف سے ہے:

✪ سورۂ مائدہ میں ہے: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَہُمْ رٰکِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ [۳]

ترجمہ: تمھارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکات دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ [۴]

✪ سورۂ توبہ میں ہے: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُہُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ؕ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُہُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴿۷۱﴾ [۵]

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں (اور باہم دینی محبت وموالات رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے معین و مددگار ہیں) بھلائی کا حکم دیں (اللہ اور رسول پر ایمان لانے اور شریعت کا اتّباع کرنے کا) اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکات دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں، یہ ہیں جن پر عن قریب اللہ رحم کرے گا، بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ [۶]

✪ اسی سورت میں ہے: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ

[۱] قرآن کریم، النساء: ٤، آیت: ١٦٢،

[۲] کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۳] قرآن کریم، المائدہ: ٥، آیت: ٥٥.

[۴] کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۵] قرآن کریم، التوبہ: ٩، آیت: ٧١.

[۶] کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ [۱]

ترجمہ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور زکات دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔ [۲]

✪ سورۂ حج میں ہے: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ [۳]

ترجمہ: وہ لوگ کہ اگر ہم انھیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکات دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لیے سب کاموں کا انجام۔ [۴]

✪ اسی سورت میں آگے ہے: وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾ [۵]

ترجمہ وتشریح: اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا (یعنی نیتِ صادقہ خالصہ کے ساتھ اعلاے دین کے لیے) اس نے تمھیں پسند کیا (اپنے دین وعبادت کے لیے) اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی (بلکہ ضرورت کے موقعوں پر تمھارے لیے سہولت کر دی جیسے کہ سفر میں نماز کا قصر اور روزے کے افطار کی اجازت اور پانی نہ پانے، یا پانی کے ضرر کرنے کی حالت میں غسل اور وضو کی جگہ تیمم، تو تم دین کی پیروی کرو) تمھارے باپ

---

[۱] قرآن کریم، التوبہ:۹،آیت: ۱۸.

[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۳] قرآن کریم، الحج:۲۲،آیت: ۴۱.

[۴] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۵] قرآن کریم، الحج: ۲۲، آیت: ۷۸.

ابراہیم کا دین (جو دینِ محمدی میں داخل ہے) اللہ نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمھارا نگہبان و گواہ ہو (روزِ قیامت کہ تمھارے پاس خدا کا پیام پہنچا دیا) اور تم اور لوگوں پر گواہی دو (کہ انھیں ان رسولوں نے احکامِ خداوندی پہنچا دیے اللہ تعالیٰ نے تمھیں یہ عزت و کرامت عطا فرمائی) تو نماز برپا رکھو (اس پر مداومت کرو) اور زکات دو اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو (اور اس کے دین پر قائم رہو) وہ تمھارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔[۱]

اگلی امتوں پر زکات کا حکم:

زکات ادا کرنے کا حکم اگلی امتوں پر بھی تھا، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل سے اپنی عبادت اور توریت کے احکام کی اِتباع کا عہد لیا اور ان سے ارشاد فرمایا:

✪ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ؕ لَىٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۱۲﴾ [۲]

ترجمہ: اور اللہ نے فرمایا بے شک میں (مدد اور نصرت سے) تمھارے [بنی اسرائیل] ساتھ ہوں، ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکات دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرضِ حسن دو (اس کی راہ میں خرچ کرو) تو بے شک میں تمھارے گناہ اُتار دوں گا اور ضرور تمھیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں، پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔[۳]

✪ سورۂ اعراف میں ہے: قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ

---

[۱] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن وخزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، مبارك پور.

[۲] قرآن کریم، المائدہ: ۵، آیت: ۱۲.

[۳] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن وخزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، مبارك پور.

بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ [۱]

ترجمہ: فرمایا (اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) میرا عذاب میں جسے چاہوں دوں (مجھے اختیار ہے سب میرے مملوک اور بندے ہیں کسی کو مجالِ اعتراض نہیں) اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے (دنیا میں نیک اور بد سب کو پہنچتی ہے) تو عن قریب میں (آخرت کی) نعمتوں کو ان کے لیے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکات دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔[۲]

✪ سورۂ بیّنہ میں ہے: وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﻻ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴿۵﴾ [۳]

ترجمہ: اور ان لوگوں کو تو (توریت و انجیل میں) یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نِرے اسی پر عقیدہ لاتے (اخلاص کے ساتھ شرک و نفاق سے دور رہ کر) ایک طرف کے ہو کر (یعنی تمام دِینوں کو چھوڑ کر خالص اسلام کے متّبع ہو کر) اور نماز قائم کریں اور زکات دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔[۴]

زکات ادا کرنے کے فوائد وفضائل
[احادیثِ نبویہ کی روشنی میں]

✪ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ والرضوان سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حَصِّنُوا أَمْوَا لَكُمْ بِالزَّكٰوةِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَاسْتَقْبِلُوا اَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِا لْدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ". رواه أبوداؤد في المراسيل.[۵]

---

[۱] قرآن کریم، الاعراف: ۷، آیت: ۱۵۶.

[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن وخزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، مبارك پور.

[۳] قرآن کریم، البینۃ: ۹۸، آیت: ۵.

[۴] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن وخزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، مبارك پور.

[۵] الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، ج۲، ص ۱۰۰، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مصر.

ترجمہ: زکات دے کر اپنے اموال مضبوط قلعے میں محفوظ کرلو اور صدقہ وخیرات سے اپنے بیماروں کا علاج کرو اور خدا کی بارگاہ میں دعا اور گڑگڑانے سے ہر قسم کی بلاؤں کا استقبال کرو۔

ایک نصرانی تاجر کا واقعہ:

✪ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اپنے صحابہ کی انجمن میں یہ حدیث پاک بیان فرمارہے تھے کہ ادھر سے ایک نصرانی تاجر کا گزر ہوا۔ اس نے جب یہ حدیث سنی تو اس کا تجربہ کرنا چاہا، وہ گھر گیا اور اپنے مال کی زکات نکال دی، ان دِنوں اس کا ایک ساتھی بغرض تجارت مصر گیا ہوا تھا۔ اس نصرانی تاجر نے اپنے دل میں کہا: اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قول میں سچے ہیں تو ان کی سچائی ظاہر ہو جائے گی اور میرا ساتھی پورے مال واسباب کے ساتھ صحیح سالم واپس آجائے گا، اس صورت میں میں ان پر ایمان لے آؤں گا۔ اور اگر ان کی یہ بات غلط ثابت ہوئی تو تلوار سے ان کا سر قلم کردوں گا۔

کچھ دنوں کے بعد قافلہ کی جانب سے ایک خط آیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ڈاکوؤں نے ہم پر حملہ کردیا، ہمارے تمام مال واسباب لوٹ لیے اور قافلہ کی ساری چیزیں لے کر فرار ہوگئے۔

جب نصرانی تاجر نے یہ خبر سنی تو آگ بگولا ہوگیا اور غصّہ میں جو منہ میں آیا بکتا گیا، پھر تلوار لی اور نبی پاک علیہ الصلاۃ والتسلیم کو قتل کرنے کے ارادے سے چل پڑا، اسی درمیان اس کے ساتھی کا خط آپہنچا جس میں لکھا ہوا تھا کہ تم قافلہ کی خبر سے کبیدہ خاطر اور رنجیدہ نہ ہونا؛ کیوں کہ میں ڈاکوؤں کے حملہ سے بچ گیا ہوں اور ہمارا سارا مال بھی ان لٹیروں سے محفوظ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جس وقت ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا اس وقت میں قافلہ سے پیچھے تھا۔

جب نصرانی تاجر نے اپنے ساتھی کا پورا خط پڑھا تو بے ساختہ پکار اٹھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور بلاشبہ وہ نبی برحق ہیں۔ اور اسی مسرت وشادمانی کے عالم میں وہ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے دامن اسلام میں داخل

فرمالیں۔اس طرح سے وہ نصرانی تاجر دولت ایمان سے مالا مال ہوگیا۔[۱]

اس سے معلوم ہوا کہ جس مال کی زکات ادا کردی جاتی ہے وہ مال ضائع اور برباد ہونے سے محفوظ ہوجاتا ہے اور جس مال کی زکات نہیں دی جاتی ہے اس کے ضائع وبرباد ہونے کا خطرہ ہمیشہ دامن گیر رہتا ہے۔

✪ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"مَا تَلِفَ مَالٌ فِيْ بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ إِلّا بِحَبْسِ الزَّكَاةِ". رواه الطبراني في الأوسط.[۲]

ترجمہ: خشکی اورتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکات نہ دینے ہی کی وجہ سے تلف ہوتا ہے۔

وہ تین کام جن سے ایمان کی لذت ملتی ہے:

✪ حضرت عبداللہ بن معاویہ غاضری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"ثَلاَثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الإِيمَانِ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ، وَأَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَعْطَى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ وَلاَ يُعْطِي الْهَرِمَةَ وَلاَ الدَّرِنَةَ وَلاَ الْمَرِيضَةَ وَلاَ الشَّرَطَ اللَّئِيمَةَ، وَلٰكِنْ مِنْ وَسَطِ أَمْوَالِكُمْ فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ وَلَمْ يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّه".[۳]

ترجمہ: تین کام ایسے ہیں جنھیں کوئی انجام دے لے تو یقینا اسے ایمان کا مزہ مل جائے۔(۱) صرف اللہ جلّ شانہٗ کی عبادت کرے۔(۲) اور یہ اچھی طرح جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔(۳) اور ہر سال خوش دلی سے اپنے مال کی زکات ادا کرے، اسے

---

[۱] درة الناصحين في الوعظ والإرشاد، ص۸۳.أبناء مولوی محمد بن غلام رسول سورتی، تجار الكتب، جاملی محله، ممبئی.

[۲] الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، ج ۲، ص ۱۱۰، المكتبة التجارية الكبرىٰ، مصر.

[۳] سنن أبي داؤد، ج۲، ص ۱٤۱، دارالمعرفة، بيروت، لبنان.

اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھے اور اس میں (جانوروں کی زکات میں) بوڑھا جانور یا خارشی جانور یا مریض یا گھٹیا قسم کا جانور نہ دے، بلکہ متوسط قسم کا دے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ تمھارے بہترین مال کا مطالبہ نہیں کرتا، لیکن گھٹیا مال کا بھی حکم نہیں دیتا۔

اس حدیث پاک میں تذکرہ اگرچہ جانوروں کی زکات کا ہے، لیکن ضابطہ ہر مال کی زکات کا یہی ہے کہ نہ تو بہترین مال واجب ہے نہ گھٹیا مال جائز ہے، بلکہ درمیانی مال ادا کرنا مطلوب ہے۔

ہاں! اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے اللہ و رسول کو راضی کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے زکات میں عمدہ سے عمدہ مال ادا کرے تو یہ اس کی سعادت اور خوش قسمتی ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سلسلے میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے احوال کو غور سے پڑھیں اور ان کے طرزِ عمل کو اپنانے کی کوشش کریں۔ نمونہ کے طور پر ایک واقعہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

زکات ادا کرنے کا نرالا انداز:

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زکات وصول کرنے کے لیے بھیجا تو میں ایک صاحب کے یہاں پہنچا، ان کے پاس بہت سے اونٹ تھے، انھوں نے اپنے سارے اونٹ میرے سامنے کردیے۔ میں نے دیکھا کہ ان میں ایک سال کی اونٹنی واجب ہے تو میں نے ان سے کہا: ایک سال کی اونٹنی دے دو؛ کیوں کہ یہی تمھارے ان اونٹوں کی زکات ہے۔

انھوں نے کہا: ایک سال کی اونٹنی کس کام آئے گی، وہ نہ تو سواری کا کام دے سکتی ہے نہ دودھ کا۔ یہ کہنے کے بعد انھوں نے ایک عمدہ اونٹنی نکالی اور کہا: ہاں! یہ دیکھیے، ایک طاقتور، موٹی اونٹنی ہے، اسے آپ زکات میں لے جائیں۔

میں نے کہا: میں تو اسے نہیں لے سکتا، ہاں! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سفر میں ہیں اور تمھارے قریب ہی آج منزل ہے، اگر تمھارا دل چاہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر خود اسے پیش کردو۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی تو میں لے لوں گا۔

انھوں نے کہا: ٹھیک ہے، اور وہ اونٹنی لے کر میرے ساتھ چل پڑے۔ جب ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا قاصد میرے مال کی زکات وصول کرنے کے لیے میرے پاس آیا۔ اور خدا کی قسم اس سے پہلے کبھی مجھے یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ حضور نے یا آپ کے قاصد نے کبھی مجھ سے مال طلب کیا ہو۔ میں نے آپ کے قاصد کے سامنے اپنے تمام اونٹ کر دیے۔ انھوں نے اونٹوں کو دیکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک سال کی اونٹنی واجب ہے۔

حضور! ایک سال کی اونٹنی نہ تو دودھ کا کام دے سکتی ہے اور نہ ہی سواری کا؛ اس لیے میں نے ایک طاقتور اونٹنی پیش کی تھی کہ وہ اسے زکات میں قبول کر لیں، لیکن انھوں نے وہ اونٹنی لینے سے انکار کر دیا۔ یا رسول اللہ! وہ اونٹنی میں آپ کی بارگاہ میں لایا ہوں آپ اسے قبول فرمالیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر واجب تو وہی ہے جو قاصد نے بتایا، ہاں! اگر تم اپنی خوشی سے زیادہ عمر کی عمدہ اونٹنی دیتے ہو تو اللہ جلّ شانہٗ تمھیں اس کا اجر دے گا اور ہم تمھاری طرف سے اسے زکات میں لے لیں گے۔

انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ اونٹنی یہی ہے جو میں اپنے ساتھ لایا ہوں، آپ اسے قبول فرمالیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے لینے کی اجازت دے دی اور ان کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔[۱]

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں میں زکات ادا کرنے کا کس قدر جذبہ تھا کہ وہ رضائے الٰہی کے لیے زکات میں اس سے زیادہ اور عمدہ مال دینا چاہتے تھے جو ان کے اوپر فرض ہوتا تھا، اور وہ حضرات اسے اپنے لیے باعثِ سعادت وخوش بختی سمجھتے تھے کہ ان کا بہترین مال زکات میں قبول کرلیا جائے۔

مگر افسوس! آج مسلمان زکات ادا کرنے سے گھبراتے ہیں، بلکہ بعض تو ایسے بھی ہیں جو سرے سے زکات ادا ہی نہیں کرتے، جب کہ ہم سب کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ

[۱] سنن أبي داؤد، باب زكاة السائمة، ج۲، ص ۱٤۲، دار المعرفة، بيروت، لبنان.

احکام شرع کی خلاف ورزی کرنے سے مصیبتیں آتی ہیں اور ہم طرح طرح کی مشکلات میں پھنس جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَآ اَصٰبَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ۔[۱]

ترجمہ: اور تمھیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔[۲]

اللہ جلّ شانہٗ اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقے میں ہم سب کو موافقِ شرع عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

زکات ادا کرنے والا مال کی ذمہ داری سے بری ہوگیا:

✪ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا أَدَّيْتَ الزَّكَاةَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَاعَلَيْكَ، وَ مَنْ جَمَعَ مَالاً حَرَاماً ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيْهِ أَجْرٌ وَ كَانَ إِصْرُهُ عَلَيْهِ ".[۳]

ترجمہ: جب تو اپنے مال کی زکات ادا کر دے گا تو اس حق سے بری ہو جائے گا جو تجھ پر واجب ہے۔ اور جو شخص حرام مال جمع کر کے صدقہ کرے اس کے لیے اس صدقہ کا کوئی ثواب نہیں ہوگا، بلکہ اس حرام کمائی کا وبال اس پر ہوگا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ آدمی جب زکات ادا کر دیتا ہے تو اس ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے جو اس پر مال کے سبب لازم ہوتی ہے۔ اب اگر اس کے علاوہ اور خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے سعادت وخوش بختی اور تقربِ خداوندی کا ذریعہ ہوگا۔ جیسا کہ دوسری احادیث میں وارد ہے۔

✪ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[۱] قرآن کریم، الشوریٰ: ٤٢، آیت: ٣٠.

[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۳] المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب الزكاة، باب من تصدق من مال حرام لم يكن له فيه أجر وكان إصره عليه، ج۲، ص ۸، دار المعرفة، بيروت، لبنان.

"مَنْ أَدَّى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدْ أَدَّى الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْهِ ، وَمَنْ زَادَ فَهُوَ أَفْضَلُ"[۱]

ترجمہ: جس نے اپنے مال کی زکات ادا کر دی تو اس نے وہ حق ادا کر دیا جو اس پر واجب تھا اور جس نے اس سے زیادہ خرچ کیا تو وہ اس کے لیے افضل ہے۔

✪ اسی طرح بخاری و مسلم میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نجد کے رہنے والے ایک صاحب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اسلام کے بارے میں سوال کیا، اس کے جواب میں آپ نے اسلام کے دوسرے ارکان کے ساتھ زکات کا بھی ذکر فرمایا تو سائل نے عرض کیا:

"هَلْ عَلَيَّ غَيْرُ هَا" کیا میرے اوپر مال میں زکات کے علاوہ بھی کچھ واجب ہے؟ تو سرکار نے ارشاد فرمایا: "لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ" نہیں، مگر یہ کہ تم اپنی خوشی سے بطورِ نفل کچھ خرچ کرو تو تمھیں اس کا ثواب ملے گا۔[۲]

✪ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: مَنْ أَدَّى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهُ".[۳]

ترجمہ: جس نے اپنے مال کی زکات ادا کر دی، تو اس سے مال کا شر دور ہو گیا۔

زکات کا خصوصی ذکر:

✪ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا:

"إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ

---

[۱] السنن الكبرىٰ للبيهقي ،كتاب الزكاة ، باب : الدليل على أن من أدى فرض الله في الزكاة فليس عليه أكثر منه ، ج٥، ص ٤٧٤ ، دار الفكر ، بيروت ، لبنان.

[۲] صحيح البخاری،حدیث نمبر ٢٦٧٨/ الصحيح لمسلم ، حدیث نمبر ١٠٩ ، المكتبة الشاملة.

[۳] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ، كتاب الزكاة ، الباب الأول في الترغيب والترهيب والأحكام ، ج٦، ص ١٥٦ ، مجلس دائرة المعارف العثمانية ، حيدرآباد ، دكن.

وَلَيْلَةٍ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اللهِ حِجَابٌ".[۱]

ترجمہ: تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہے، جب تم ان کے پاس پہنچو تو انھیں اس بات کی دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اگر وہ لوگ اس میں تمھاری اطاعت کریں تو انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، پھر اگر وہ لوگ اس میں تمھاری اطاعت کریں تو انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکات فرض کی ہے جو تمھارے مال داروں سے وصول کی جائے گی اور تمھارے فقیروں پر صرف کی جائے گی، پھر اگر وہ اس میں تمھاری اطاعت کریں تو خبردار ان کا عمدہ مال چھانٹ کر زکات میں نہ لو اور مظلوم کی بد دعا سے بچو؛ کیوں کہ مظلوم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا ہے۔

اس حدیث پاک میں روزہ اور حج کا ذکر نہیں کیا گیا حالاں کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا گیا اس وقت ان دونوں کا بھی حکم آچکا تھا۔

شارحین حدیث رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کی بہت سی توجیہیں کی ہیں، انھیں میں سے بعض اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں:

❂ شرع میں نماز اور زکات کا کافی اہتمام کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کو قرآن پاک میں بار بار بیان فرمایا گیا اور ان کی تاکید بھی کی گئی ہے، اسی اہتمام کے سبب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں نماز اور زکات کا ذکر فرمایا اور روزہ و حج کا ذکر نہیں کیا، اگرچہ یہ دونوں بھی ارکانِ اسلام میں داخل ہیں۔

❂ کلمہ شہادت جو اصل ایمان ہے یہ کافروں پر بہت دشوار ہے؛ کیوں کہ اس میں اپنے آبائی مذہب کی تردید ہے جو ایک مشکل ترین امر ہے۔ اور نماز دشوار ہے؛ اس لیے کہ

[۱] صحيح البخاری ،كتاب الزكاة ، باب أخذ الصدقة من الأغنياء ... ، ج۱،ص ۲۰۲، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور.

اسے ایک دن اور رات میں پانچ بار ادا کرنا پڑتا ہے اور زکات بھی دشوار ہے؛ اس لیے کہ انسان کی فطرت مال جمع کرنا اور اس سے محبت کرنا ہے، تو ان تینوں کی خوب تاکید کی گئی؛ کیوں کہ جب آدمی ان تینوں پر عمل پیرا ہو جائے گا تو باقی دونوں ارکان (روزہ اور حج) کا ادا کرنا آسان ہو جائے گا۔[۱]

✿ مذکورہ بالا حدیث پاک میں زکات کا ذکر بطور خاص اس لیے بھی کیا گیا کہ اس کے بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان اور نماز قبول ہی نہیں فرماتا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ الْاِیْمَا نَ وَالصَّلٰوۃَ اِلَّا بِزَکٰوۃٍ .[۲]

ترجمہ: اللہ جلّ شانہٗ زکات کے بغیر ایمان اور نماز قبول ہی نہیں فرماتا ہے۔

کمالِ ایمان:

✿ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ تَمَامَ إِسْلَامِكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ". رواه البزار.[۳]

ترجمہ: تمھارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ تم اپنے اموال کی زکات ادا کرو۔

✿ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ كَانَ يُؤْ مِنُ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَلْيُؤَدِّ زَكَاةَ مَالِهٖ".رواه الطبراني في الكبير.[۴]

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ اپنے مال کی زکات ادا کرے۔

---

[۱] ماخوذ من فتح الباری، کتاب الزکاة، باب أخذ الصدقة من الأغنياء، ج ٤، ص ٥٧٨، دار أبي حيان، قاهره، مصر.

[۲] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، كتاب الزكاة، الباب الأول في الترغيب والترهيب والأحكام، ج٦، ص ١٥٨، دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد، دكن.

[۳] الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، ج۲، ص ۱۰۱، المكتبة التجارية الكبرىٰ، مصر.

[۴] الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، ج۲، ص ۱۰۱، المكتبة التجارية الكبرىٰ، مصر.

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ تقاضاے ایمان یہی ہے کہ اپنے اموال کی زکات ادا کی جائے۔

اب تک کی پیش کردہ آیات واحادیث سے زکات کی عظمت واہمیت آپ کے دل میں جاگزیں ہوچکی ہوگی؛ اس لیے اب دیگر آیات واحادیث نقل کرنے سے پہلے ایک واقعہ درمیان میں ذکر کرتا ہوں، اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ زکات صرف اسی امت پر فرض نہیں ہے، بلکہ اگلی امتوں پر بھی فرض تھی اور جو خوش دلی سے ادا کرتا تھا اس پر اللہ جل شانہٗ کا فضل وانعام ہوتا تھا۔

ایک ایمان افروز واقعہ:

قرۃ العیون ومفرح القلب المحزون میں ہے کہ ایک دن ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) سیدنا داوٗد علیہ السلام کے پاس تشریف فرما تھے کہ ایک خوب صورت نوجوان جس کی اسی دن شادی ہوئی تھی حضرت داوٗد علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ملک الموت نے کہا: داوٗد! آپ اس نوجوان کو پہچانتے ہیں؟

حضرت داوٗد علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! یہ مومن نوجوان ہے، مجھ سے بڑی محبت کرتا ہے، جب تک میری زیارت کرکے مجھے سلام نہیں کرلیتا، اپنے گھر جانا پسند نہیں کرتا۔

ملک الموت نے کہا: داوٗد! اس کی زندگی صرف چھ دن اور باقی ہے۔ یہ سن کر حضرت داوٗد علیہ السلام بہت غم گین ہوئے، لیکن اس واقعہ کے بعد چھ مہینے گزر گئے اور نوجوان کو موت نہیں آئی۔ پھر جب ملک الموت حضرت داوٗد علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے ملک الموت سے فرمایا: آپ فرما رہے تھے کہ اس نوجوان کی زندگی صرف چھ دن اور باقی ہے۔ لیکن اس کے بعد سے چھ مہینے گزر گئے اور اسے موت نہیں آئی۔

ملک الموت نے کہا: ہاں! میں نے کہا تو تھا، لیکن واقعہ یہ ہوا کہ جب چھ دن پورے ہوئے اور میں نے اس کی روح قبض کرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: اے ملک الموت! میرے فلاں بندے کو چھوڑ دے؛ کیوں کہ ایک دن وہ گھر سے نکلا اور اسے راستے میں ایک پریشان حال، مجبور فقیر ملا جس کو اس نے اپنی زکات کا مال دے دیا، وہ فقیر اس سے بہت خوش ہوا اور اس کے لیے دعا کی:

اے پروردگار عالم! اس نوجوان کی عمر میں برکت عطا فرما اور اسے جنت میں داوٗد علیہ السلام کا ساتھی بنا۔

میں نے اس کی دعا قبول کرلی اور اس نوجوان کی زندگی کے چھ دن کو ساٹھ سال کردیا، نیز دس سال اس میں اور بڑھا دیا تو جب تک یہ مدت پوری نہ ہوجائے تم اس کی روح قبض نہ کرنا۔ اور سنو! میں نے اسے جنت میں داوٗد (علیہ السلام) کا ساتھی بنا دیا ہے۔[۱]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر ہم بھی موافق شرع زکات ادا کریں تو ضرور ہم پر اللہ جلّ شانہٗ کا فضل وانعام ہوگا؛ کیوں کہ ہم مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے سب سے محبوب رسول رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امتی ہیں۔

زکات کے بغیر کوئی عمل مفید نہیں:

درّۃ الناصحین میں ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا، اسے دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے رب! اس کی نماز کتنی بہتر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر یہ روزانہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھے، ایک ہزار غلام آزاد کرے، ایک ہزار نماز جنازہ پڑھے اور ایک ہزار غزوات میں شامل ہو تو یہ سارے اعمال اسے کچھ فائدہ نہ دیں گے جب تک کہ وہ اپنے مال کی زکات ادا نہ کردے۔

رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ [دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے]۔ اور زکات نہ دینا بھی دنیا ہی کی محبت کے سبب ہوتا ہے۔[۲]

معلوم ہوا کہ زکات انسان کے دل سے دنیا کی محبت ختم کرتی ہے اور انسان کو مال کے شر سے محفوظ رکھتی ہے، نیز زکات، زکات ادا کرنے والے کو گناہوں سے پاک کرتی ہے اور اس کی وجہ سے دوسرے اعمال بھی مقبول ہوتے ہیں۔

---

[۱] قرۃ العیون ومفرح القلب المحزون علی هامش الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، ص ۱۷۹، المطبعة المینیة، مصر.

[۲] درۃ الناصحین فی الوعظ والارشاد، ص ۱۲٤، ابناء مولوی محمد غلام رسول سورتی، تجار الکتب، جاملی محله، ممبئی.

دوسرا باب

زکات نہ دینے کے نقصانات اور سزائیں

[قرآن وحدیث کی روشنی میں]

زکات ادا کرنے کی تاکید وفضیلت کے سلسلے میں جو آیات واحادیث پیش کی جا چکی ہیں ان ہی سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ زکات نہ دینا بڑی شقاوت وبدبختی اور دنیا وآخرت میں بے پناہ ذلت ورسوائی کا باعث ہے۔

اور یہ بھی خوب ظاہر ہے کہ زکات نہ دینے میں ان فوائد سے محرومی ہے جو اسے زکات ادا کرنے کی صورت میں مل سکتے تھے۔

زکات نہ دینا مال کی بربادی کا سبب ہے اور زکات نہ دینے والی قوم کو اجتماعی نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ إِلَّا ابْتَلَاهُمُ اللهُ بِالسِّنِيْنِ".[۱]

ترجمہ: جس قوم نے زکات دینا ترک کر دیا اللہ تعالیٰ نے اسے قحط میں مبتلا فرما دیا۔

ایک اور مقام پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلاَّ مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا".[۲]

ترجمہ: اور جب بھی لوگوں نے اپنے مال کی زکات دینا چھوڑ دیا، آسمان سے بارش روک دی گئی ، اگر زمین پر چوپائے موجود نہ ہوتے تو ان پر کبھی بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا۔

زکات نہ دینے والے لوگوں پر لعنت کی گئی ہے۔ روزِ قیامت یہی مال وبال جان

[۱] المعجم الأوسط للطبراني ، رقم الحديث : ٤٥٧٧،ج ٣،ص ٢٧٦، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

[۲] سنن ابن ماجه ، كتاب الفتن، باب العقوبات ، ج۲، ص ۱۳۳۳، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

بن جائے گا۔ زکات نہ دینے والے سے حساب میں سختی کی جائے گی اور وہ عذابِ جہنم میں مبتلا ہوسکتا ہے۔

ایک بندۂ مومن کے لیے اس سے بڑھ کر کم نصیبی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ایمان واعمال قبول نہ فرمائے۔

زکات نہ دینے والوں کی وعید کے لیے اتنا ہی بہت تھا، لیکن اللہ جلّ شانہٗ کا فضل واحسان تو دیکھو، کہ اس نے بہت سی آیتوں میں خصوصیت کے ساتھ زکات نہ دینے والوں کا عذاب بھی بیان فرما دیا؛ تاکہ لوگوں کو بروقت عبرت ہو۔

اور اس کے محبوب حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ان آیات کی توضیح و تشریح کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے مال میں زکات کی الگ الگ کمیت اور ادا نہ کرنے کے جرم میں ان پر ہونے والے دردناک عذاب کی کیفیت بھی بیان فرمادی ہے جسے پڑھ کر یا سن کر سخت سے سخت آدمی کا بھی دل دہل جاتا ہے۔ لیجیے! ان ہی آیات واحادیث میں سے بعض آپ بھی پڑھیے اور عبرت حاصل کیجیے۔

زکات نہ دینے والوں کو داغنے کا عذاب اور اس کی کیفیت

زکات نہ دینے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

۞ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ [۱]

ترجمہ: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنّم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (اور ان سے کہا جائے گا:) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا، اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔[۲]

[۱] قرآن کریم، التوبہ: ۹، آیت: ۳٤، ۳۵.

[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گرھ.

یہ آیت زکات نہ دینے والوں کے حق میں نازل ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کے علما کے لالچ اور مال جمع کرنے کی حرص کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو ایسا کرنے سے خوف دلایا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس مال کی زکات دی گئی وہ کنز نہیں خواہ دفینہ ہی ہو، اور جس کی زکات نہ دی گئی وہ کنز ہے جس کا ذکر قرآن میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائے گا۔[۱]

بہتر چیز کیا ہے؟

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔

بعض صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ سونا چاندی کے بارے میں آیت نازل ہوچکی جس سے معلوم ہوگیا کہ ان کا جمع کرنا بہتر نہیں ہے، کاش ہمیں معلوم ہوجاتا کہ کون سی چیز بہتر ہے تو ہم اسی کو جمع کرتے۔

اس پر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤمِنَةٌ تُعِيْنُهُ عَلَى إِيْمَانِهِ".[۲]

ترجمہ: بہتر چیز وہ زبان ہے جو ذکر کرنے والی ہو، اور وہ دل ہے جو شکر گزار ہو، اور وہ ایمان دار بیوی ہے جو دین کے کاموں میں شوہر کی مددگار ہو۔

قیامت کے دن کا عذاب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلاَ فِضَّةٍ لاَ يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلاَّ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِيْ يَوْمٍ كَانَ

[۱] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، بتسهيل، مجلس برکات، جامعه اشرفیه، مبارك پور.
[۲] جامع الترمذی، أبواب التفسير، ج۲، ص ۱۳٦، مجلس برکات، جامعه اشرفیه، مبارك پور.

مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ. [۱]

ترجمہ: جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکات نہ دے تو قیامت کے دن اس سونا اور چاندی کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے اس شخص کی پیشانی، کروٹ اور پیٹھ پر داغا جائے گا، جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر سے انھیں تپا کر داغا جائے گا۔ یہ عذاب قیامت کے دن ہوگا جو پچاس ہزار برس کا ہے، اسی طرح اسے عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ تمام مخلوق کا حساب ہو چکے، پھر اس کے بعد اسے جہاں جانا ہوگا جنت میں یا جہنم میں چلا جائے گا۔

داغنے کی کیفیت:

پھر اس داغ دینے کو یہ نہ سمجھا جائے کہ کوئی ہلکا سا چہکا لگا دیا جائے گا، یا پیشانی و پہلو اور پشت کی صرف چربی نکلے گی، بلکہ اس کا حال بڑا دردناک ہوگا جو دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ لیجیے اسے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُوضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهِ وَ يُوضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفِهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهِ يَتَزَلْزَلُ". [۲]

ترجمہ: خوش خبری دے دو ان لوگوں کو جو سونا یا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کی زکات نہیں نکالتے جہنم کے گرم پتھر کی جو ان کے سر پستان پر رکھا جائے گا اور سینہ کو توڑتے ہوئے شانہ سے نکل جائے گا، اور ان کے شانہ کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو تھرتھراتے ہوئے سینہ سے نکلے گا۔

---

[۱] الصحيح لمسلم، باب إثم مانع الزكاة، ج۱، ص ۳۱۸، مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مبارك پور، اعظم گڑھ.

[۲] صحيح البخاري، باب إثم مانع الزكاة، ج۱، ص ۱۸۹، مجلس بركات، جامعه اشرفيه مبارك پور، اعظم گڑھ.

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے ہوئے گزرے:

"بَشِّرِ الْكَانِزِ ينَ بِكَيٍّ فِي ظُهُورِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جُنُوبِهِمْ وَبِكَيٍّ مِنْ قِبَلِ أَقْفَائِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ".[۱]

ترجمہ: خوش خبری دے دو ان لوگوں کو جو سونا یا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کی زکات نہیں نکالتے کہ انھیں گرم پتھر سے داغا جائے گا جو ان کی پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گدی توڑ کر پیشانی سے نکلے گا۔

اس کے علاوہ عذاب کی ایک کیفیت اور بھی ہوگی جو دوسری حدیث میں مذکور ہے اسے بھی سن لیجیے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَا يُعَذِّبُ اللهُ رَجُلاً يَكْنِزُ فَيَمَسُّ دِرْهَمٌ دِرْهَمًا وَ لَادِينَارٌ دِينَارًا ، وَلٰكِنْ يُوَسِّعُ جِلْدَهُ حَتَّى يُوضَعَ كُلُّ دِرْهَمٍ وَدِينَارٍ عَلَى حِدَتِهِ".[۲]

ترجمہ: خدائے وحدہ لاشریک کی قسم! اللہ تعالیٰ زکات نہ دینے والے کو اس طرح عذاب نہیں دے گا کہ ایک درہم دوسرے درہم پر رکھا جائے یا ایک دینار دوسرے دینار سے چھو جائے، بلکہ زکات نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑھا دے گا کہ ہر درہم اور ہر دینار الگ الگ رکھا جائے گا۔ (یعنی اگر لاکھوں، کروڑوں دراہم و دنانیر ہوں گے تو ان میں سے ہر درہم اور ہر دینار جدا جدا داغ دے گا۔)

اللہ اکبر! کتنا سخت عذاب ہے زکات نہ دینے کا، یہاں گرم دھات کا ذرا سا چھو جانا

[۱] الصحيح لمسلم ، باب تغليظ من لايؤدي الزكاة ، ج۱، ص ۳۲۱ ، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور.

[۲] المصنف فى الأحاديث والآ ثار ، ماذكر فى الكنز والبخل بالحق فى المال ، ج۳، ص ۱۰۲، دار الفكر ، بيروت ، لبنان.

بھی برداشت سے باہر ہوتا ہے، پھر اس دن کیا حال ہوگا جب کہ ہر روپے سے الگ الگ داغ دیے جائیں گے، اور وہ بھی اس قدر گرم کر کے کہ ہڈیاں توڑ کر، وار پار ہو جائیں گے، چند روزہ زیب وزینت اور فخر ومباہات کے لیے سونا چاندی، روپے پیسے جمع رکھنے اور مال کے لالچ میں آ کر زکات نہ دینے سے کس قدر بھیانک عذاب کا سامنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو زکات ادا کرنے کی توفیق بخشے اور اس دردناک عذاب سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری حنفی قدس سرہ اس طرح کے عذاب کی ہولناکیوں کا ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اے عزیز! کیا خدا اور رسول کے فرمان کو یوں ہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے، یا پچاس ہزار برس کی مدت میں یہ جاں کاہ مصیبتیں جھیلنی سہل جانتا ہے۔ ذرا یہیں کی آگ میں ایک آدھ روپیہ گرم کر کے بدن پر رکھ کر دیکھ، پھر کہاں یہ خفیف گرمی، کہاں وہ قہر کی آگ۔ کہاں یہ ایک روپیہ، کہاں وہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال۔ کہاں یہ منٹ بھر کی دیر، کہاں وہ ہزار برس کی آفت۔ کہاں یہ ہلکا سا چہکا، کہاں وہ ہڈیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔ آمین۔[۱]

عذاب کی ایک دوسری کیفیت:

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ سونا، چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کی زکات نہیں نکالتے ہیں ان کا عذاب یہ ہوگا کہ اس سونے اور چاندی کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں خوب تپایا جائے گا پھر ان کے جسم کو داغا جائے گا، مگر بعض دوسری آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکات نہ دینے والوں کا عذاب یہ ہوگا کہ ان کے مال ودولت کو نہایت زہریلا سانپ بنا کر ان کے گلے میں لٹکا دیا جائے گا، اور بعض دوسری روایتوں میں یہ ہے کہ وہ سانپ اس شخص کے پیچھے لگ جائے گا تو وہ گھبرا کر کہے گا: تو کونسی بلا ہے؟ وہ کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں جسے تو دنیا میں چھوڑ کر آیا تھا، پھر وہ سانپ پہلے اس کا ہاتھ کھائے گا پھر اس کا پورا بدن کھا لے گا۔

[۱] فتاویٰ رضویہ، ج٤، ص ٤٣٥، رضا اکیڈمی، ممبئی.

مسلمانو! آؤ ذرا اس دوسری قسم کے عذاب سے متعلق بھی بعض آیات واحادیث کا مطالعہ کرلیں، مگر اس سے پہلے یہ ذہن نشیں کرلیں کہ ان دونوں قسم کی آیات واحادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے؛ اس لیے کہ مختلف آدمیوں کے اعتبار سے عذاب میں فرق ہوسکتا ہے اور مختلف اموال کے اعتبار سے بھی، اور کبھی دونوں عذاب جمع بھی ہوسکتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سانپ بن کر پیچھے لگنے اور تختیاں بنا کر داغنے کا حال یہ ہے کہ اگر آدمی کو اجمالاً مال سے محبت ہو اور اس کی تفصیلات سے خصوصی تعلق نہ ہو تو اس کا مال شیٔ واحد سانپ بن کر اس کے پیچھے لگ جائے گا اور جس کو مال کی تفصیلات سے خصوصی تعلق ہو، روپیہ اور اشرفی گن گن کر رکھتا ہو تو اس کے مال کی تختیاں بنا کر اس کو داغا جائے گا۔[۱]

سانپ کا عذاب اور اس کی کیفیت:

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ [۲]

ترجمہ: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے، عن قریب وہ جس میں بخل کیا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمھارے کاموں سے خبردار ہے۔[۳]

''بخل'' کے معنی میں اکثر علما اس طرف گئے ہیں کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل ہے؛ اسی لیے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں چنانچہ اس آیت میں بھی ایک وعید مذکور ہے۔

---

[۱] حجة الله البالغة، جزاء مانع الزكاة، ج ۲، ص ۱۰۷، دار إحياء العلوم، بيروت، لبنان.

[۲] قرآن کریم، آل عمران: ۳، آیت: ۱۸۰.

[۳] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.

ترمذی شریف کی حدیث ہے: بخل اور بد خلقی یہ دونوں خصلتیں ایمان دار میں جمع نہیں ہوتیں۔ اکثر مفسرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکات نہ دینا مراد ہے۔[۱]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"مَا مِنْ أَحَدٍ لاَ يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ حَتَّى يُطَوِّقَ عُنُقَهُ ".[۲]

ترجمہ: جو شخص اپنے مال کی زکات نہیں دے گا، تو وہ مال قیامت کے دن گنجے اژدہے کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق ہو کر پڑے گا۔

دوسری حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں یہ ہے کہ حضور بنی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ ، يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ".[۳]

ترجمہ: جس شخص کو اللہ جل شانہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکات ادا نہ کی تو وہ مال قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، پھر وہ سانپ اس کی گردن میں طوق کی طرح ڈال دیا جائے گا جو اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔

اس حدیث پاک میں "شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ" وارد ہے، جس کا ترجمہ کیا گیا ہے "گنجا سانپ جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے"۔

---

[۱] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ، مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور ،اعظم گره.

[۲] سنن ابن ماجه ، کتاب الزکاة ، باب ما جاء فی منع الزکاة ، ج۱، ص ۵٦۸، دار الکتب العلمیة ، بیروت ، لبنان.

[۳] صحیح البخاری ،کتاب الزکاة ، باب مانع إثم الزکاة ، ج۱،ص ۱۸۸، مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

اس عبارت میں لفظ "شجاع" سے بعض علما نے "نر سانپ" مراد لیا ہے اور بعض نے فرمایا کہ "شجاع" وہ سانپ کہلاتا ہے جو دم کے اوپر سیدھا کھڑا ہو کر مقابلہ کرے اور "اقرع" یعنی "گنجا" ہونے سے زیادہ زہریلا ہونا مراد ہے؛ اس لیے کہ سانپ جب بہت زہریلا ہوتا ہے تو اس کے زہر کی شدت سے اس کے سر کے بال اڑ جاتے ہیں اور اسی طرح "لَهٗ زَبِيبَتَان" یعنی اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ یہ بھی سانپ کے زیادہ زہریلا ہونے کی علامت ہے، ایسے سانپ کی عمر بھی زیادہ ہوتی ہے۔

اور بعض علما نے دو نقطوں کے بجائے سانپ کے منہ میں زہر کی کثرت سے دونوں جانب زہر کا جھاگ ترجمہ کیا ہے۔ اور بعض نے دو دانت جو اس کے منہ سے باہر دونوں جانب نکلے ہوں گے۔ اور بعض نے زہر کی تھیلیاں جو دونوں جانب ٹکی ہوں گی ترجمہ کیا ہے۔[۱]

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ زکات نہ دینے کی وجہ سے جو سانپ بطور عذاب گلے کا طوق بنے گا، وہ بے پناہ زہریلا اور انتہائی خطرناک ہوگا اور اس کے کاٹنے سے جو تکلیف ہو گی اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

سانپ کے عذاب کی دوسری صورت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"وَلاَ صَاحِبِ كَنْزٍ لاَ يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ، فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ، فَيُنَادِيهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِيْ خَبَأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ، فَإِذَا رَأَى أَنْ لاَ بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ".[۲]

ترجمہ: جو مال دار اپنے مال کی زکات نہیں نکالتا ہے، اس کا مال قیامت کے دن گنجا سانپ بن کر آئے گا اور منہ کھول کر اس کے پیچھے دوڑے گا، یہ بھاگے گا، اللہ تعالیٰ اس سے

[۱] ماخوذ من فتح الباری ، باب إثم مانع الزكاة ، ج٤، ص ٤٣٧، دار أبي حيان ،قاهره ، مصر.
[۲] الصحيح لمسلم ، كتاب الزكاة ، باب إثم مانع الزكاة ، ج١ ،ص ٣٢٠، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ،اعظم گڑھ.

فرمائے گا: لے، اپنا وہ خزانہ جو چھپا کر رکھا تھا؛ کیوں کہ میں اس سے بے نیاز ہوں۔ جب وہ دیکھے گا کہ اس اژدہے سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تو مجبوراً اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا اور وہ اسے اس طرح چبائے گا جیسے نر اونٹ چباتا ہے۔

اور حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب وہ اژدہا اس پر دوڑے گا تو وہ پوچھے گا:

"وَ يْلَكَ مَا أَنْتَ ، فَيَقُولُ أَنَا كَنْزُكَ الَّذِي تَرَكْتَهُ بَعْدَكَ ، فَلاَ يَزَالُ يَتْبَعُهُ حَتَّى يُلْقِمَهُ يَدَهُ فَيُقَصْقِصُهَا ، ثُمَّ يَتْبَعَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ".[۱]

ترجمہ: تیرے لیے ہلاکت ہو، تو کیا بلا ہے؟ وہ اژدہا کہے گا: میں تیرا وہ بے زکاتی مال ہوں جسے تو چھوڑ کر مرا تھا۔ پھر وہ اژدہا اسے دوڑاتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا جسے وہ توڑے گا (چبائے گا)، پھر اس کا سارا بدن چبائے گا۔

ایک خوف ناک اژدہا اور اس کا عمل:

اللہ کے رسول دانائے غیوب علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مالک نصاب ہوا اور اپنے مال کی زکات ادا نہیں کی اس کا مال قیامت کے دن خوف ناک اژدہا بن کر آئے گا، جس کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلیں گے اور اس کے دانت لوہے کے ہوں گے۔

وہ زکات نہ دینے والے کے پیچھے دوڑے گا اور اس سے کہے گا: مجھے اپنا داہنا بخیل ہاتھ لا کہ میں اسے کھاؤں۔

یہ سن کر وہ شخص بھاگنا چاہے گا، تو اژہا اس سے کہے گا: جب گناہ کر چکے ہو تو بھاگ کر کہاں جاؤ گے، پھر اس کو پکڑ لے گا اور اس کا داہنا ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹ کر نگل جائے گا، پھر اس کا بایاں ہاتھ کاٹے گا، ادھر اس کا داہنا ہاتھ پہلے کی طرح ہو جائے گا۔ اور جب جب وہ اژدہا اپنے دانتوں سے زکات نہ دینے والے کا ہاتھ کاٹے گا وہ تکلیف کی شدت سے اس طرح چلائے گا کہ اہل محشر اس سے دہل جائیں گے۔

---

[۱] صحيح ابن خزيمة ، كتاب الزكاة ، باب ذكر أخبار رويت عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فى الكنز مجملة غير مفسرة ، ج ٤ ، ص ١١ ، المكتب الإسلامى ، بيروت ، لبنان.

وہ اژدہا برابر اس کا ہاتھ کاٹتا، کھاتا رہے گا اور وہ خدا کی قدرت سے صحیح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ وہ شخص کٹے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہوگا اور رب تبارک وتعالیٰ اس سے سخت حساب لے گا، پھر اس کو جہنم میں ڈالنے کا حکم فرمائے گا۔

یہ شخص اس اژدہا سے پوچھے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گا: میں تیرا وہ مال ہوں جس کی تو نے زکات ادا نہیں کی ہے۔ آج میں تیرا دشمن ہو گیا ہوں اور تجھے ہمیشہ عذاب دیتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے اور فقرا تجھے معاف کر دیں، پھر اس کو سر کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈھکیل دیا جائے گا۔[۱]

غرض زکات نہ دینے کی جاں کاہ آفتیں اور دردناک مصیبتیں ایسی نہیں کہ انسان ان کی تاب لا سکے، اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ اذیت ناک عذاب قیامت کے دن سے ہی شروع ہو، بلکہ پروردگار عالم کا غضب ہوگا تو یہ قبر کی منزل سے ہی شروع ہو جائے گا اور جب تک اس کی مرضی ہوگی جاری رہے گا۔ چنانچہ بعض واقعات وحقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے زکات نہ دینے کا عذاب، قبر سے ہی شروع فرما دیا اور لوگوں کی عبرت کے لیے دیگر مسلمانوں کو دکھا بھی دیا۔

ان ہی واقعات میں سے بطور نمونہ دو واقعے آپ کی عبرت کے لیے پیش کیے جاتے ہیں، آپ انھیں غور سے پڑھیے اور اپنے انجام پر نظر رکھیے۔

زکات نہ دینے والے کی عجیب وغریب حکایت:

تابعینِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت ابو سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے آئی، جب ان کو وہاں بیٹھے ہوئے کچھ دیر ہو گئی تو حضرت ابو سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہمارا ایک ہم سایہ فوت ہو گیا ہے، چلو تعزیت کے لیے اس کے بھائی کے پاس چلیں۔

محمد بن یوسف فریابی کہتے ہیں: ہم آپ کے ساتھ روانہ ہو گئے اور اس کے بھائی کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ بہت آہ و بکا کر رہا ہے۔ ہم نے اسے کافی تسلیاں دیں، صبر کی

[۱] قرة العيون ومفرح القلب المحزون على هامش الروض الفائق في المواعظ والرقائق ،ص ١٧٥، ١٧٦، المكتبة الميمنية ، مصر .

تلقین کی، مگر اس کی گریہ وزاری برابر جاری رہی۔

ہم نے کہا: کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ہر شخص کو آخر مرنا ہے؟ وہ کہنے لگا: یہ صحیح ہے، مگر میں اپنے بھائی کے عذاب پر روتا ہوں۔ ہم نے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمھیں غیب سے تمھارے بھائی کے عذاب کی خبر دی ہے؟

کہنے لگا: نہیں، بلکہ ہوا یوں کہ جب سب لوگ میرے بھائی کو دفن کر کے چل دیے، تو میں وہیں بیٹھا رہا، میں نے اس کی قبر سے آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا: آہ! وہ مجھے تنہا چھوڑ گئے اور میں عذاب میں مبتلا ہوں، میری نمازیں اور روزے کہاں گئے؟

مجھ سے برداشت نہ ہو سکا، میں نے اس کی قبر کھودنا شروع کر دیا؛ کہ دیکھوں میرا بھائی کس حال میں ہے۔ جوں ہی قبر کھلی میں نے دیکھا کہ اس کی قبر میں آگ دہک رہی ہے اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا ہے، میں محبت میں دیوانہ وار آگے بڑھا اور اس طوق کو اتارنا چاہا جسے چھوتے ہی میرا یہ ہاتھ انگلیوں سمیت جل گیا ہے۔

ہم نے دیکھا، واقعی اس کا ہاتھ بالکل سیاہ ہو چکا تھا، اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: میں نے اس کی قبر پر مٹی ڈالی اور واپس لوٹ آیا۔ اب اگر میں نہ روؤں تو اور کون روئے گا؟

ہم نے پوچھا: تیرے بھائی کا کوئی عمل ایسا بھی تھا جس کے باعث اسے یہ سزا ملی؟ اس نے کہا: وہ اپنے مال کی زکات نہیں دیتا تھا۔ ہم بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہ اس فرمانِ الٰہی کی تصدیق ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ [۱]

ترجمہ: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دی، ہر گز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عن قریب وہ جس میں بخل کیا

[۱] قرآن کریم، آل عمران: ۳، آیت: ۱۸۰.

قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمھارے کاموں سے خبردار ہے۔[۱]

تیرے بھائی کو قیامت سے پہلے ہی عذاب دے دیا گیا۔ جناب محمد بن یوسف فریابی کہتے ہیں: ہم وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور انھیں سارا ماجرا سنا کر دریافت کیا کہ یہود و نصاریٰ مرتے ہیں، مگر ان کے ساتھ کبھی ایسا اتفاق نہیں دیکھا گیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دائمی عذاب میں ہیں، مگر اللہ تعالیٰ تمھیں عبرت حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کی یہ حالتیں دکھاتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ [۲]

ترجمہ: تمھارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمھارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا تو اپنے برے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں۔[۳]

زکات نہ دینے والے کی قبر میں اژدہا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص بہت مال دار تھا، جب اس کا انتقال ہوا اور اس کے لیے قبر کھودی گئی تو وہاں ایک بہت بڑا اژدہا نظر آیا، لوگوں نے آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا: دوسری قبر کھودلو۔ جب دوسری قبر کھودی گئی تو اس میں بھی وہ اژدہا نظر آیا، اس طرح سے لوگوں نے اس کے لیے سات قبریں کھودیں، مگر ہر جگہ اس اژدہے کو موجود پایا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے گھر والوں سے اس کا سبب دریافت کیا: تو وہ کہنے لگے: یہ شخص اپنے مال کی زکات نہیں ادا کرتا تھا۔ آخر کار لوگوں نے

[۱] کنزالایمان فی ترجمة القرآن ، مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

[۲] قرآن کریم ، الانعام : ٦، آیت : ١٠٤.

[۳] کنزالایمان فی ترجمة القرآن ، مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور./ مکاشفة القلوب مترجم ، باب نمبر ٢١، ص ١٦٤ ، ١٦٥، رضوی کتاب گھر ، مٹیا محل ، جامع مسجد ، دهلی.

مجبوراً اس شخص کو اس اژدہے کے ساتھ ہی قبر میں دفن کر دیا۔[۱]

معلوم ہوا کہ اسے زکات نہ دینے کا عذاب قیامت سے پہلے ہی دیا جانے لگا اور دیگر مسلمانوں کی عبرت کے لیے اسے ظاہر بھی کر دیا گیا۔ اللہ جلّ شانہ تمام مسلمانوں کو زکات ادا کرنے کی توفیق بخشے اور عذاب سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

ثعلبہ بن ابی حاطب اور اس کا انجام:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ثعلبہ بن حاطب [نام کے تعلق سے واقعہ کے آخر میں حاشیہ دیکھیں] نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے دعا کریں، اللہ تعالیٰ مجھے مال دے۔ آپ نے فرمایا: ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرتا ہے، اس مالِ کثیر سے بہتر ہے جس کا تو شکر ادا نہیں کر سکتا۔

ثعلبہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے مال کی دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ثعلبہ! کیا تیرے پیشِ نظر میری زندگی نہیں ہے، کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیری زندگی نبی کی زندگی جیسی ہو، بخدا اگر میں چاہوں کہ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلیں، تو چلیں گے۔

ثعلبہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے، اگر آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے مال کی دعا کریں تو میں اس مال سے ہر حق دار کا حق پورا کروں گا، اور میں ضرور کروں گا، ضرور حقوق ادا کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطا فرما۔ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ اس نے بکریاں لیں اور وہ اس طرح بڑھیں جیسے حشرات الارض (کیڑے مکوڑے) بڑھتے ہیں اور اس کے لیے مدینہ میں رہنا مشکل ہو گیا تو وہ مدینہ سے نکل کر مدینہ کے قریب ایک وادی میں آ گیا اور تین نمازیں چھوڑ کر صرف دو نمازیں ظہر اور عصر جماعت کے ساتھ پڑھنے لگا، بکریاں اور بڑھیں تو وہ کچھ اور دور ہو گیا یہاں تک کہ وہ صرف نماز جمعہ میں شریک ہوتا، بکریاں برابر بڑھتی گئیں یہاں تک کہ ان کی نگہ داشت کی مصروفیت کی وجہ سے اس کی جمعہ

---

[۱] نزهة المجالس ومنتخب النفائس، باب فضل الزكاة، ج۱، ص ۱۳۷، دار الفكر، بيروت، لبنان.

کی جماعت بھی چھوٹ گئی اور وہ جمعہ کے دن مدینہ سے آنے والے سواروں سے مدینہ کے حالات پوچھ لیتا۔

ایک دن حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ ثعلبہ بن حاطب کا کیا حال ہے؟ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے بکریاں لیں اور وہ اتنی بڑھیں کہ اس کا مدینہ میں رہنا دشوار ہو گیا اور اس کے سارے حالات بتادیے۔ آپ نے سن کر فرمایا: اے ثعلبہ! افسوس، افسوس! اے ثعلبہ۔

راوی کہتے ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے زکات فرض فرمائی اور قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ [۱]

ترجمہ: اے محبوب ان کے مال میں سے زکات تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعاے خیر کرو بے شک تمھاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ [۲]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ جہینہ اور قبیلہ بنی سلیم کے دو آدمیوں کو زکات کی وصولی کے لیے مقرر فرمایا، انھیں زکات کے احکام اور اس کے وصول کرنے کا اجازت نامہ لکھ کر عطا کیا اور فرمایا: جاؤ، مسلمانوں سے زکات وصول کر کے لاؤ، اور فرمایا کہ ثعلبہ بن حاطب اور فلاں آدمی کے پاس جانا جو بنی سلیم سے تعلق رکھتا ہے اور ان سے بھی زکات وصول کرنا۔

یہ دونوں حضرات ثعلبہ کے پاس آئے اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنا کر بکریوں کی زکات کا سوال کیا۔

ثعلبہ نے کہا: یہ تو ٹیکس ہے، یہ تو ٹیکس ہے، یہ تو ٹیکس ہی کی ایک شکل ہے۔ تم جاؤ جب وصولی سے فارغ ہو جانا تو میرے پاس پھر آنا۔

اس کے بعد یہ حضرات بنو سلیم کے اس آدمی کے پاس آئے جس کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جب اس نے سنا تو اپنے اونٹوں کے پاس جا کر ان میں سے

[۱] قرآن کریم، التوبہ: ۹، آیت: ۱۰۳.

[۲] کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.

اعلیٰ قسم کے اونٹوں کو زکات کے لیے علاحدہ کر دیے اور انھیں لے کر ان حضرات کی خدمت میں آیا۔

ان حضرات نے جب اس کے اونٹوں کو دیکھا تو بولے: تمھارے لیے ان اونٹوں کو دینا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی ہم تم سے عمدہ اور اعلیٰ قسم کے اونٹ لینے آئے ہیں۔

اس شخص نے کہا: انھیں لے لیجیے، میرا دل ان ہی سے خوش ہوتا ہے اور آپ حضرات کو دینے ہی کے لیے میں یہ اونٹ لایا ہوں۔

جب یہ حضرات زکات کی وصولی سے فارغ ہوئے تو پھر ثعلبہ کے پاس آئے اور اس سے زکات کا مطالبہ کیا۔

ثعلبہ نے کہا: مجھے خط دکھاؤ، اور خط دیکھنے کے بعد کہا: یہ ٹیکس ہی کی ایک شکل ہے، تم جاؤ؛ تاکہ میں اپنے بارے میں کچھ غور کرسکوں؛ لہٰذا یہ حضرات واپس ہو گئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بات چیت کرنے سے پہلے محض انھیں دیکھتے ہی فرمایا: ثعلبہ پر افسوس۔ اور بنو سلیم کے اس شخص کے لیے دعا فرمائی، پھر ان حضرات نے آپ کو ثعلبہ اور سلیمی کے حالات سنائے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ [۱]

ترجمہ: اور ان میں کوئی وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انھوں نے

---

[۱] قرآن کریم، التوبہ: ۹، آیت: ۷۵، ۷٦.

اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔[۱]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں اس وقت ثعلبہ کا ایک رشتہ دار بیٹھا ہوا تھا، اس نے ثعلبہ کے متعلق نازل ہونے والی آیتیں سنیں تو اٹھ کر ثعلبہ کے پاس گیا اور اس سے کہا: تیری والدہ ماری جائے (تیرے لیے بربادی ہے) اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں فلاں، فلاں آیتیں نازل فرمائی ہیں۔

ثعلبہ نے جب یہ سنا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور زکات قبول کرنے کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری زکات لینے سے منع فرمادیا ہے۔

ثعلبہ یہ سنتے ہی اپنے سر میں خاک ڈالنے لگا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تیرے ہیں یہ کرتوت، میں نے تجھ سے پہلے ہی کہا تھا، مگر تو نے میری بات نہیں مانی تھی۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے زکات لینے سے بالکل انکار کردیا تو وہ اپنے ٹھکانے پر لوٹ آیا، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وصال فرماگئے تو وہ اپنی زکات لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، مگر انھوں نے بھی لینے سے انکار کردیا، پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حاضر ہوا، مگر انھوں نے بھی لینے سے انکار کردیا، یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد ثعلبہ کا انتقال ہوگیا۔[۲]

---

[۱] کنزالایمان فی ترجمة القرآن، مجلس برکات، جامعه اشرفیه، مبارك پور، اعظم گڑھ.

[۲] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور/ مکاشفۃ القلوب مترجم، ص ۴۵۱ تا ۴۵۴، رضوی کتاب گھر، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔

یہ آیتِ کریمہ جس کے بارے میں نازل ہوئی وہ کون ہے؟ ثعلبہ بن حاطب، یا ثعلبہ بن ابی حاطب؟

تفسیر کی کتابوں میں کہیں ثعلبہ بن حاطب اور کہیں ثعلبہ بن ابی حاطب ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وہ ثعلبہ بن ابی حاطب منافق ہے۔ اور ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

بدری حضرت سیدنا ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید انصاری ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور یہ شخص جس کے باب میں یہ آیت اتری ثعلبہ ابن ابی حاطب ہے، اگرچہ یہ بھی قوم اَوس سے تھا۔ اور بعض نے اس کا نام بھی ثعلبہ ابن حاطب کہا۔ مگر وہ بدری خود زمانہ اقدس حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ اور یہ منافق زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مرا۔ [فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶، ص ۱۰۳، سوفٹ ویر دعوت اسلامی]

قارون اور اس کی ہلاکت کا سبب:

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا یَصْھُر کا بیٹا تھا، نہایت خوب صورت، شکیل آدمی تھا؛ اسی لیے لوگ اس کو مُنَوَّر کہتے تھے۔ وہ بنی اسرائیل میں توریت کا سب سے بڑا قاری تھا، ناداری کے زمانہ میں نہایت متواضع اور بااخلاق تھا، لیکن دولت ہاتھ آتے ہی اس کا حال متغیر ہوا اور سامری کی طرح منافق ہو گیا۔ قرآن پاک میں سورۂ قصص کا آٹھواں رکوع اس کی دولت وثروت کی کثرت اور ہلاکت و بربادی کا منظر پیش کرتا ہے۔ غافل مسلمانوں کی عبرت کے لیے اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قٰرُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ اَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ ۚ لَوْ لَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ [۱]

[۱] قرآن کریم، القصص: ۲۸، آیت: ۷۶ تا ۸۲.

ترجمہ مع توضیح: بے شک قارون (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم سے (ان کا چچازاد بھائی) تھا، پھر اس نے ان پر زیادتی کی، اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے جن کی کنجیاں ایک زورآور جماعت پر بھاری تھیں (ان سے بمشکل اٹھتی تھیں) جب اس سے اس کی قوم (مومنین بنی اسرائیل) نے کہا (کہ کثرت مال پر) اِترا نہیں، بیشک اللہ اِترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا، اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر (اللہ کی نعمتوں کا شکر کر کے اور مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر کے) اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول (یعنی دنیا میں آخرت کے لیے عمل کر کہ عذاب سے نجات پائے؛ اس لیے کہ دنیا میں انسان کا حقیقی حصہ یہ ہے کہ آخرت کے لیے عمل کرے صدقہ دے کر، صلہ رحمی کر کے اور اعمال خیر کے ساتھ) اور (اللہ کے بندوں کے ساتھ) احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور (معاصی اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اور ظلم و بغاوت کر کے) زمین میں فساد نہ چاہ، بے شک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(قارون) بولا: یہ (مال) تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے (اس علم سے مراد یا تو علم توریت ہے یا علم کیمیا جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کیا تھا اور اس کے ذریعہ سے رانگا کو چاندی اور تانبے کو سونا بنا لیتا تھا، یا علم تجارت وغیرہ، اس پر اللہ جلّ شانہ نے عتاب فرمایا) اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ سنگتیں (جماعتیں) ہلاک فرما دیں جن کی قوتیں اس (قارون) سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ (پھر یہ کیوں قوت و مال کی کثرت پر غرور کرتا ہے) اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ (معلوم کرنے کے لیے) نہیں (بلکہ زجر و توبیخ کے لیے ہوگی؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ان سب کا حال بخوبی معلوم ہے) تو (قارون ایک مرتبہ) اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں (بہت سے سوار جلو میں لیے ہوئے، زیوروں سے آراستہ، حریری لباس پہنے، آراستہ گھوڑوں پر سوار، تو اس کی شان و شوکت دیکھ کر اس کی قوم میں سے) بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں: کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا، بیشک اس کا بڑا نصیب ہے۔ اور بولے وہ جنھیں علم دیا گیا (یعنی بنی اسرائیل کے علما): خرابی ہو تمھاری، اللہ کا ثواب بہتر ہے (اس

دولت سے جو دنیا میں قارون کو ملی) اس کے لیے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ (عمل صالح) ان ہی کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں، تو ہم نے (قارون کی سرکشی اور فساد کی وجہ سے) اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) بدلہ لے سکا اور کل جس نے (قارون کی شان وشوکت دیکھ کر) اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی صبح (اپنی اس آرزو پر نادم ہوکر) کہنے لگے: عجب بات ہے اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے (جس کے لیے چاہے) اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا، اے عجب! کافروں کا بھلا نہیں۔[۱]

قارون کو زمین میں دھنسانے کا واقعہ:

قارون اور اس کے گھر کو دھنسانے کا واقعہ علماے سیر واخبار نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب بنی اسرائیل کے لیے زکات کا حکم نازل ہوا تو قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ سے طے کیا کہ درہم و دینار و مویشی وغیرہ میں سے ہزارواں حصہ زکات دے گا، لیکن گھر جاکر حساب کیا تو اس کے مال میں سے اتنا بھی بہت کثیر ہوتا تھا۔ اس کے نفس نے اتنی بھی ہمت نہ کی اور اس نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہا کہ تم نے موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات میں اطاعت کی، اب وہ تمھارے مال لینا چاہتے ہیں، کیا کہتے ہو؟

انھوں نے کہا: آپ ہمارے بڑے ہیں جو آپ چاہیں حکم دیجیے۔ کہنے لگا کہ فلانی بدچلن عورت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک معاوضہ مقرر کرو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے، ایسا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیں گے۔

چنانچہ قارون نے اس عورت کو ہزار اشرفی (سونے کا سکہ) اور ہزار روپے اور بہت سے مواعید کر کے یہ تہمت لگانے پر طے کیا اور دوسرے روز بنی اسرائیل کو جمع کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ

[۱] كنزالايمان فی ترجمة القرآن وخزائن العرفان فی تفسيرالقرآن ، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور، اعظم گڑھ.

آپ انھیں وعظ ونصیحت فرمائیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور بنی اسرائیل میں کھڑے ہوکر آپ نے فرمایا:

اے بنی اسرائیل! جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، جو بہتان لگائے گا اسے اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے، اور جو زنا کرے گا، اگر بیوی والا نہیں ہے تو اس کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے اور اگر بیوی والا ہے تو اس کو سنگ سار کیا جائے گا یہاں تک کہ مرجائے۔

قارون کہنے لگا: اے موسیٰ! کیا یہ حکم سب کے لیے ہے، خواہ آپ ہی ہوں؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔

قارون کہنے لگا: بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اسے بلاؤ۔ وہ آئی، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اس کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لیے دریا پھاڑا اور اس میں راستے بنائے اور توریت نازل کی، سچ کہہ دے۔

وہ عورت ڈر گئی اور اللہ کے رسول پر بہتان لگانے کی اسے جرأت نہ ہوئی، اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے توبہ کرنا بہتر ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ جو کچھ قارون کہلانا چاہتا ہے، اللہ عزّوجلّ کی قسم یہ جھوٹ ہے اور اس نے آپ پر تہمت لگانے کے عوض میرے لیے بہت مال مقرر کیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے حضور روتے ہوئے سجدے میں گرے اور یہ عرض کرنے لگے: اے میرے رب! اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون پر غضب فرما۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی کہ میں نے زمین کو آپ کی فرماں برداری کرنے کا حکم دیا ہے، آپ جو چاہیں حکم دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا: اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ

نے مجھے قارون کی طرف بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کی طرف بھیجا تھا، جو قارون کا ساتھی ہو وہ اس کے ساتھ اس کی جگہ ٹھہرا رہے اور جو میرا ساتھی ہو وہ جدا ہو جائے۔

سب لوگ قارون سے جدا ہو گئے، دو لوگوں کے علاوہ کوئی اس کے ساتھ نہ رہا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انھیں پکڑ لے تو وہ گھٹنوں تک دھنس گئے، پھر آپ نے یہی فرمایا تو وہ لوگ کمر تک دھنس گئے، آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے، اب وہ بہت منت لجاجت کرتے تھے اور قارون آپ کو اللہ کی قسمیں اور رشتہ وقرابت کے واسطے دیتا تھا، مگر آپ نے التفات نہ فرمایا یہاں تک کہ وہ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہو گئی۔

بنی اسرائیل نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے مکان اور اس کے خزائن واموال کی وجہ سے اس کے لیے بددعا کی ہے۔

یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کا مکان اور اس کے خزائن واموال سب زمین میں دھنس گئے۔[۱]

معلوم ہوا کہ مالِ دنیا سے محبت اور ادائے زکات میں غفلت نے بڑے بڑے اربابِ جاہ وثروت کو ذلیل وخوار اور تباہ وبرباد کر دیا اور آخرت میں دردناک عذاب اس کے علاوہ ہوگا۔ اللہ جلّ شانہ تمام مسلمانوں کو اپنے قہر وغضب سے محفوظ رکھے اور زکات ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

---

[۱] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ملخصا، مجلس برکات، جامعه اشرفیه، مبارك پور، اعظم گڑھ.

تیسرا باب

زکات اور اس کے بعض احکام و مسائل[۱]

زکات کی تعریف: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، کسی مسلمان فقیر کو مالک کر دینا، اس طور پر کہ اپنا نفع اس سے بالکل جدا کر لے۔

✪ صرف مباح کر دینے سے زکات ادا نہیں ہوتی ہے، مثلاً فقیر کو زکات کی نیت سے کھانا کھلا دیا تو زکات ادا نہ ہوئی؛ کیوں کہ اس میں مالک کر دینا نہیں پایا گیا۔

ہاں! کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو زکات ادا ہو گئی۔اسی طرح اگر زکات کی نیت سے مکان رہنے کے لیے دیا تو زکات ادا نہ ہوئی؛ کیوں کہ اس میں مال کا کوئی حصہ فقیر کو دینا نہیں پایا گیا، بلکہ منفعت کا مالک بنانا ہوا۔

✪ زکات فرض ہے اس کا انکار کرنے والا کافر اور نہ دینے والا فاسق ہے اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہ گار ہے۔

شرائطِ وجوبِ زکات:

زکات واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

[۱] **مسلمان ہونا**؛ لہذا کافر پر زکات واجب نہیں، یعنی اگر کافر مسلمان ہوا تو اسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ وہ زمانۂ کفر کی زکات ادا کرے۔

[۲] **بالغ ہونا**؛ لہذا نابالغ پر زکات واجب نہیں، چاہے وہ کتنا ہی مال دار ہو۔لڑکا اور لڑکی کے بالغ ہونے کی عمر اور علامات مختلف ہیں۔

لڑکا اور لڑکی کے بلوغ کی علامت اور عمر:

✪ لڑکے کے بلوغ کی علامت انزال ہے خواہ سوتے میں ہو یا بیداری میں، اور لڑکی کے بلوغ کی علامتیں انزال، حیض اور حمل ہیں۔

---

[۱] اس باب کے اکثر مسائل "بہار شریعت، حصہ پنجم" سے لیے گئے ہیں، لیکن بعض مقامات پر اختصار یا توضیح و تشریح کے پیش نظر ترتیب و تعبیر بہار شریعت سے کچھ مختلف رکھی گئی ہے؛ لہذا اگر کہیں کوئی شبہہ ہو تو بہار شریعت حصہ پنجم کے متعلقہ مقامات پر دیکھ کر اطمینان کر سکتے ہیں۔اور اسی طرح بعض مسائل فتاویٰ رضویہ جلد چہارم سے ماخوذ ہیں۔

٭ لڑکے کے بلوغ کی عمر کم از کم بارہ سال اور لڑکی کے بلوغ کی عمر کم از کم نو سال ہے؛ لہٰذا اگر اس عمر سے پہلے دونوں بلوغ کا دعویٰ کریں تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

ہاں! جب دونوں کی عمر پندرہ سال ہو جائے تو وہ بالغ سمجھے جائیں گے، اگر چہ بلوغ کی کوئی علامت نہ پائی جائے۔ اور ان پر تمام احکام شرع مثلاً نماز، روزہ، زکات اور حج وغیرہ لازم ہوں گے۔

[۳] **عاقل ہونا:** لہٰذا کسی کو جنون اگر پورے سال گھیر لے تو اس پر زکات واجب نہیں، اور اگر سال کے اول و آخر میں افاقہ ہوتا ہے تو واجب ہے اگر چہ باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے۔

[۴] **آزاد ہونا:** لہٰذا غلام پر زکات واجب نہیں اگر چہ ماذون ہو، یعنی اس کے آقا نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو۔ (اس کی مزید تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں؛ اس لیے کہ اب غلام سرے سے پائے ہی نہیں جاتے ہیں)۔

[۵] **بقدرِ نصاب مال کا پورے طور پر مالک و قابض ہونا:** لہٰذا اگر کوئی شخص بقدرِ نصاب مال کا مالک ہے، لیکن وہ دوسرے پر دَین ہے تو ملنے سے پہلے اس کی زکات ادا کرنا واجب نہیں، لیکن جب وہ ملے گا تو گزشتہ سالوں کی زکات بھی ادا کرنی واجب ہوگی۔

بینک یا ڈاک خانہ میں جمع رقم کی زکات:

٭ بینک یا ڈاک خانے وغیرہ میں عارضی یا فکس کی شکل میں جمع کی گئی رقم، یوں ہی جی، پی، ایف [G.P.F] اور جی، آئی، ایس [G.I.S] کی رقم اگر بقدرِ نصاب ہو یا دوسرے مال سے مل کر نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس پر سال بسال زکات واجب ہوگی، لیکن ادائیگی اس وقت واجب ہوگی جب کہ خُمسِ نصاب [نصاب کا پانچواں حصہ] کم از کم وصول ہو جائے، اور جتنا وصول ہوگا اسی کی زکات واجب الادا ہوگی، کل کی نہیں، مگر وصول ہونے پر گزشتہ سالوں کی زکات بھی حساب کر کے دینی ہوگی۔

٭ اور ان رقوم کے منافع پر قبضہ کر لینے کے بعد اپنے شرائط کے ساتھ (بقدر نصاب ہو یا دوسرے مال سے مل کر نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے) زکات واجب ہوگی۔

اس لیے آسانی اسی میں ہے کہ جتنے روپے جمع ہوں سب کی زکات سال بسال

دیتا جائے ،معلوم نہیں کب موت آجائے اور وارثین زکات دیں کہ نہ دیں، یا کئی سالوں کی زکات کی کثیر رقم دیکھ کر لالچ پیدا ہوجائے اور شیطان کے بہکاوے میں آکر زکات نہ دے جس کی وجہ سے دنیا میں ہلاکت وبربادی اور آخرت میں دردناک عذاب کا سزاوار ہو۔

بونس اور ایریر کی زکات:

✿ سرکاری یا نجی اداروں کے ملازمین کو سال کے آخر میں کچھ مخصوص رقم تنخواہ کے علاوہ بھی دی جاتی ہے جسے "بونس" کہتے ہے۔

یہ ایک خاص قسم کا انعام ہوتا ہے، ملازم جب اس پر قبضہ کرلے گا تو ملکیت ثابت ہوجائے گی،اب اگر وہ تنہا یا دیگر اموالِ زکات سے مل کر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکات واجب ہوگی۔

✿ ایریر کی رقم تنخواہ کی ہی بقایا رقم ہوتی ہے؛ اس لیے جس تاریخ سے گورنمنٹ ایریر کا حکم صادر کرے گی،اسی تاریخ سے ملازم ایریر کا مالک ہوگا۔

اجراے حکم (G.O) سے پہلے جتنے دنوں کے ایریر کا حکم ہوا ان دنوں میں ملک ثابت نہیں۔اور زکات کا وجوب ملک کی تاریخ سے اپنے شرائط کے ساتھ ہوگا۔[وہ تنہا یا دیگر اموالِ زکات سے مل کر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکات واجب ہوگی]۔

نصاب کی مقدار اور رائج پیمانہ:

✿ سونے کا نصاب بیس مثقال یعنی ساڑھے سات تولہ ہے جو اس وقت رائج پیمانہ کے حساب سے ترانوے گرام اور تین سو بارہ ملی گرام [93.312 g] ہے۔ اور چاندی کا نصاب دوسو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ ہے جو اس وقت رائج پیمانہ کے حساب سے چھ سو ترپن گرام اور ایک سو چوراسی ملی گرام [653.184g] ہے۔

✿ اگر سونا چاندی الگ الگ قدرِ نصاب نہیں ہیں،لیکن دونوں کی مجموعی قیمت کسی ایک کے برابر ہوجاتی ہے تو وہ شخص مالکِ نصاب ہے،مثلاً بیس گرام سونا ہے اور دس گرام چاندی ہے،تو اس میں الگ الگ کوئی قدرِ نصاب نہیں ہے،لیکن دونوں کی مجموئی قیمت اتنی ہوجاتی ہے کہ ساڑھے باون تولہ [653.184g] چاندی خریدی جا سکے؛ لہٰذا وہ مالک نصاب ہے۔

❂ اگر کسی کے پاس صرف سونا یا اس کا بنا ہوا زیور ہے تو جب تک ساڑھے سات تولہ یعنی ترانوے گرام اور تین سو بارہ ملی گرام [93.312 g] نہ ہو وہ مالک نصاب نہیں۔

❂ اسی طرح اگر کسی کے پاس صرف چاندی یا اس کا بنا ہوا زیور ہے تو جب تک ساڑھے باون تولہ یعنی چھ سو ترپن گرام اور ایک سو چوراسی ملی گرام [653.184g] نہ ہو وہ مالک نصاب نہیں۔

❂ مالِ تجارت میں قیمت کا اعتبار ہے، یعنی اگر اتنے مال کا مالک ہے کہ اس کی قیمت سے ترانوے گرام اور تین سو بارہ ملی گرام [93.312 g] سونا، یا چھ سو ترپن گرام اور ایک سو چوراسی ملی گرام [653.184g] چاندی مل جائے تو وہ مالک نصاب ہے، ورنہ نہیں۔

❂ جانوروں [اونٹ، گائے، اور بکری] کا نصاب الگ ہے۔ چوں کہ یہاں عموماً لوگ اتنے جانور نہیں پالتے ہیں کہ ان کا نصاب پورا ہو، اور اگر پالتے بھی ہیں تو انھیں چرائی پر نہیں رکھتے کہ ان پر زکات واجب ہو، بلکہ انھیں اپنے پاس سے چارہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی زکات واجب نہیں ہوتی؛ اس لیے جانوروں کے نصاب اور اس کی زکات کے بیان سے صرفِ نظر کیا جاتا ہے۔

جو لوگ جانوروں کے نصاب اور اس کی زکات کی تفصیل معلوم کرنا چاہیں وہ صدر الشریعہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی مشہور و معروف کتاب "بہار شریعت، حصہ پنجم" کا مطالعہ کریں۔

❂ ہاں! اگر کوئی شخص جانوروں کو اس نیت سے خریدتا ہے کہ انھیں بیچے گا اور نفع کمائے گا تو اس صورت میں ان کا شمار مالِ تجارت میں ہوگا اور ان کی زکات میں قیمت کا اعتبار کیا جائے گا۔

[۶] **نصاب کا دین سے فارغ ہونا:** لہٰذا جس کے پاس قدرِ نصاب مال ہے، مگر اس پر اتنا دَین ہے کہ اسے ادا کرنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا ہے تو اس پر زکات واجب نہیں، چاہے وہ دَین بندہ کا ہو جیسے قرض، زرِ ثمن [کسی خریدی گئی چیز کا دام] یا کسی چیز کا تاوان، یا اللہ عز وجل کا دَین ہو جیسے زکات، خراج، مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے، اس نے زکات نہیں دی، تو صرف پہلے سال کی زکات واجب ہے

دوسرے سال کی نہیں؛ کیوں کہ پہلے سال کی زکات اس پر قرض ہے، اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا۔

❁ دَین اس وقت مانع زکات ہے جب کہ وہ زکات واجب ہونے سے پہلے کا ہو، اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد کا ہو تو زکات پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوگا، یعنی زکات واجب رہے گی۔

❁ دَینِ مہر وجوبِ زکات کے لیے مانع نہیں؛ کیوں کہ عادتاً دَینِ مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا؛ لہٰذا شوہر کے ذمہ کتنا ہی دَینِ مہر ہو جب وہ مالک نصاب ہوگا اس پر زکات واجب ہوگی، خصوصاً مہرِ مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد معین نہیں ہوتی، بلکہ عورت کو اس کے مطالبہ کا اختیار ہی نہیں جب تک کہ موت یا طلاق واقع نہ ہو۔

❁ اسی طرح جس دَین کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہ ہو وہ بھی مانع وجوبِ زکات نہیں، مثلاً نذر و کفارہ وصدقۂ فطر و حج وقربانی، کہ اگر ان کے مصارف نصاب سے نکالیں تو نصاب باقی نہ رہے، پھر بھی زکات واجب ہے۔

[۷] نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا؛ لہٰذا ضرورت کی چیزیں نصاب سے الگ رہیں گی، ان میں زکات واجب نہیں۔

حاجتِ اصلیہ کی توضیح:

انسان کو زندگی بسر کرنے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب حاجت اصلیہ میں سے ہیں، جیسے رہنے کا مکان، چاہے وہ کتنا ہی بڑا اور مہنگا ہو، جاڑے اور گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان مثلاً میز، کرسی، مسہری، صوفہ، الماری، فریج، واشنگ مشین، کولر اور پنکھا وغیرہ خواہ کتنی ہی قیمت کے ہوں، سواری کی چیزیں مثلاً گھوڑا، اونٹ، ہاتھی یا اس زمانہ میں سائیکل، موٹر سائیکل اور موٹر کار وغیرہ، لڑائی کے ہتھیار خواہ وہ کسی قسم کے ہوں اور کتنے ہی مہنگے ہوں، پیشہ وروں کے اوزار مثلاً ڈاکٹروں کے چیک اپ کی بڑی بڑی مشینیں، نقشہ سازوں اور آپریٹروں کے کمپیوٹر ولیب ٹاپ وغیرہ، کاشت کاروں کے ہل بیل اور ٹریکٹر وغیرہ، کپڑا تیار کرنے والوں کے لیے پاورلوم وغیرہ، اور دیگر کام کرنے والوں کے لیے ان کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، اور کھانے کے

لیے غلہ وغیرہ حاجتِ اصلیہ میں آتے ہیں۔ یہ سب خواہ کتنی ہی قیمت کے ہوں ان میں زکات واجب نہیں۔

[۸] مالِ نامی ہونا، یعنی بڑھنے والا مال ہو، چاہے حقیقتاً بڑھے یا حکماً، یعنی اگر بڑھانا چاہیں تو بڑھے؛ لہٰذا سونے چاندی میں مطلقاً زکات واجب ہے اگر بقدرِ نصاب ہیں، چاہے ان کا استعمال ہوتا ہو یا دفن کر کے رکھے ہوں؛ کیوں کہ یہ دونوں اس لیے پیدا ہوئے ہیں کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں۔ یہی حکم رائج روپے پیسے کا بھی ہے۔

ان کے علاوہ باقی چیزوں میں اس وقت زکات واجب ہے جب کہ تجارت کی نیت ہو، کہ ان میں تجارت سے نُمو ہوگا یعنی مال بڑھے گا، یا چرائی پر چھوٹے جانور۔

خلاصہ یہ ہے کہ زکات تین قسم کے مال پر ہے۔(۱) سونا، چاندی۔ اسی کے حکم میں رائج روپے، پیسے بھی ہیں۔(۲) مالِ تجارت۔(۳) چرائی پر چھوٹے جانور۔

مال تجارت کسے کہتے ہیں:

مالِ تجارت اُس مال کو کہتے ہیں جسے بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہو۔ اور اگر خریدنے یا میراث میں ملنے کے بعد تجارت کی نیت کی تو اب وہ مالِ تجارت نہیں کہلائے گا۔

مثلاً زید نے موٹر سائیکل اس نیت سے خریدی کہ اسے بیچے گا اور نفع کمائے گا، تو یہ مالِ تجارت ہے اور اگر اس نیت سے خریدی کہ اسے استعمال کرے گا، مگر خریدنے کے بعد نیت کر لی کہ اچھے دام ملیں گے تو بیچ دوں گا، یا پختہ ارادہ کر لیا کہ اب اسے بیچ ڈالنا ہے، تب بھی زکات فرض نہیں ہوگی؛ کیوں کہ وہ مال تجارت نہیں ہے، کہ خریدنے کے وقت تجارت کی نیت نہیں تھی۔

[۹] حولانِ حول، یعنی نصاب پر ایک سال گزر جانا، اس سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ اگر شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر انداز نہ ہوگی، یعنی زکات واجب ہوگی۔

✪ مالِ تجارت یا سونا، چاندی کو درمیان میں اپنی جنس یا غیر جنس سے بدل لیا مثلاً کسی کے پاس سونا یا چاندی کا ڈھیلا تھا اس کو دے کر بنا ہوا زیور لے لیا، یا گیہوں وغیرہ کا اسٹاک تھا اسے دے کر چاول وغیرہ لے لیا تو اس سے سال گزرنے میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

✪ ہاں! اگر ان چیزوں کے بدلے چرائی کا جانور لے لیا تو سال کٹ گیا، یعنی اب سال اس دن سے شمار کریں گے جس دن بدلا ہے؛ اس لیے کہ اس کا نصاب الگ ہے۔

✪ جو شخص مالکِ نصاب ہے اگر اس کو درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل ہو تو اس نئے مال کے لیے جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کے لیے بھی ختم سال ہے اگر چہ سال پورا ہونے سے ایک ہی دن پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اس کے پہلے مال سے حاصل ہوا ہو یا میراث وہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو۔

✪ اور اگر درمیان سال میں دوسری جنس کا مال حاصل ہوا مثلا پہلے اس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لیے نیا سال شمار ہوگا۔

زیور، مالِ تجارت اور روپے کی زکات:

✪ حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو عورتیں حاضر ہوئیں، ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"أَتُؤَدِّيَانِ زَكَاتَهُ ؟ فَقَالَتَا :لَا، فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتُحِبَّانِ أن يُّسَوِّرَكُمَا اللهُ بِسِوَارَ يْنِ مِنْ نَّارٍ ؟ قَالَتَا :لَا . قَالَ :فَأَدِّيَا زَكَاتَهُ".[١]

ترجمہ: کیا تم دونوں اس کنگن کی زکات ادا کرتی ہو؟ انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمھیں آگ کے کنگن پہنائے؟ انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر ان کنگنوں کی زکات ادا کرو۔

✪ حضرت اسما بنت یزید رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَيُّمَا إِمْرَأَةٍ تَقَلَّدَ تْ قَلَادَةً مِّنْ ذَهَبٍ قُلِّدَتْ فِيْ عُنُقِهَا مِثْلَهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَا مَةِ ، وَ أَيُّمَا إِمْرَ أَةٍ جَعَلَتْ فِيْ أُذْنِهَا خَرْصاً مِّنْ ذَهَبٍ جُعِلَ

[١] جامع الترمذی ، باب ماجاء فی زکاة الحلی ، ج ١، ص ٨١ ، مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور، اعظم گڑھ.

فِيْ أُذْنِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ". رواه أبو داؤد والنسائي. [۱]

ترجمہ: جو عورت اپنے گلے میں سونے کا ہار پہنے گی، قیامت کے دن اس کے گلے میں اسی طرح کا آگ کا ہار پہنایا جائے گا اور جو عورت اپنے کان میں سونے کی بالی پہنے گی، قیامت کے دن اس کے کان میں اسی جیسی آگ کی بالی پہنائی جائے گی۔

اس حدیث پاک سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو عورت سونے کا ہار، یا بالی پہنے گی اسے قیامت کے دن آگ کا ہار اور بالی پہنائی جائے گی، جب کہ ترمذی شریف کی اس حدیث پاک سے جو اس سے پہلے ذکر کی گئی، معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کی زکات ادا نہ کرے تو ایسا ہوگا؛ اس لیے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس دوسری حدیث کا مطلب یہی ہے کہ جو عورت سونے کا کوئی زیور پہنے اور وہ بقدرِ نصاب ہو یا دوسرے زیور یا مال سے مل کر بقدرِ نصاب ہو جاتا ہو اور اس کی زکات نہ نکالے تو یہ عذاب ہوگا کہ قیامت کے دن سونے کے اس زیور کے مثل آگ کا زیور پہنایا جائے گا۔

عورتوں کو اس کا بہت خیال رکھنا چاہیے؛ کیوں کہ جو زیور آج بدن کی زینت بن رہا ہے وہ زکات ادا نہ کرنے کی وجہ سے کل جہنم کی دہکتی ہوئی آگ بن کر بدن کے لیے عذاب بنے گا۔

✪ حضرت عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا:

"دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلّٰى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأٰى فِيْ يَدِي فَتَخَاتٍ مِنْ وَرَقٍ فَقَالَ : مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟ فَقُلْتُ : صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ ، قَالَ : أَتُؤَدِّيْنَ زَكٰوتَهُنَّ ؟ قُلْتُ : لَا، أَوْمَاشَاء اللهُ ، قَالَ : هُوحَسْبُكَ مِنَ النَّارِ".[۲]

---

[۱] الترغيب والترهيب من الحديث الشريف ، كتاب الصدقات ، الترهيب من منع أداء الزكاة. . . ، ج۲، ص ۱۱٦، المكتبة التجارية الكبرىٰ ، مصر.

[۲] سنن أبي داؤد ، باب : الكنز ماهو؟ وزكاة الحلى ، ج۱، ص ۱۳۱، ۱۳۲، دارالمعرفة ، بيروت ، لبنان.

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ میرے ہاتھ میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں ہیں، تو فرمایا: عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے انھیں اس لیے لیا ہے تاکہ آپ کے لیے زینت کروں۔

فرمایا: کیا تم ان کی زکات ادا کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں، یا جو اللہ نے چاہا، کہا۔ فرمایا: یہ تمھارے عذابِ جہنم کے لیے کافی ہیں۔

اس حدیث پاک سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس زیور کی زکات ادا نہ کی جائے اس زیور کے سبب جہنم کا عذاب ہوگا، لیکن اگر زکات دی جائے تو زیور پہننے میں کوئی حرج نہیں بشرطے کہ وہ غیر محرموں کو دکھانے کے لیے نہ ہو اور نہ ہی دوسری عورتوں پر تفوق و برتری جتانے کے لیے ہو۔

زیور اور ہمارا معاشرہ:

آج ہمارے معاشرے میں یہ برائی بہت پھیلتی جارہی ہے کہ عورتیں اپنے زیوروں کی زکات نہیں دیتی ہیں، اور نہ ہی ان زیوروں کا استعمال اپنے شوہروں کے لیے کرتی ہیں، بلکہ جب کہیں کسی کے یہاں شادی وغیرہ کی تقریب ہوتی ہے اور مختلف جگہ کی عورتوں کا اجتماع ہوتا ہے تو اس میں اپنے سارے زیور پہن کر شریک ہوتی ہیں اور دوسری عورتوں کو دکھانے کے لیے بے وجہ ہاتھ ہلاتی ہیں اور بار بار دوپٹہ خود ہی گراتی اور اوڑھتی ہیں، اس نازیبا حرکت سے محض دوسری عورتوں پر تفاخر مقصود ہوتا ہے۔

اور اب تو اس نئے فیشن میں انھیں اس کی بھی ضرورت نہیں پڑتی؛ کیوں کہ اب عورتوں کی آستینیں اتنی لمبی نہیں ہوتی ہیں کہ ہاتھوں کے کنگن اس سے چھپ جائیں اور نہ ہی سر پر دوپٹہ ہوتا ہے کہ کانوں کی بالیاں اور گلے کا ہار دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔ اللہ جلّ شانہ تمام مسلمان عورتوں کو اس بے حیائی سے محفوظ رکھے۔

قرآن پاک میں ہے:

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَ

لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ [۱]

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں، مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطے کہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔[۲]

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجن پہنتی ہوں، اس سے سمجھنا چاہیے کہ جب زیور کی آواز عدمِ قبول دعا کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کیسی موجبِ غضبِ الٰہی ہوگی، پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے۔[۳]

لہٰذا عورتوں کو ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ اپنے زیوروں کی زکات موافق شرع ادا کریں اور ان کا استعمال دوسروں پر تفوق و برتری کے لیے نہ کریں۔ اور

---

[۱] قرآن کریم، النور: ۲۴، آیت: ۳۱.

[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.

[۳] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.

یہ یاد رکھیں کہ اگر وہ اس پر عمل نہیں کریں گی تو انھیں آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے گا۔

✪ امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ ،وَلَيْسَ فِيْ تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ .[۱]

ترجمہ: میں نے گھوڑے اور لونڈی غلام کی زکات معاف کردی، تو اب چاندی کی زکات ہر چالیس درہم سے ایک درہم ادا کرو، مگر ایک سو نوے درہم میں کچھ نہیں، جب دو سو درہم ہوں تو پانچ درہم دو۔

✪ ان ہی سے دوسری روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتّٰى تَتِمَّ مِأَتَيْ دِرْهَمٍ، فَإِذَا كَانَتْ مِأَتَيْ دِرْهَم فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ فَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذٰلِكَ".[۲]

ترجمہ: عشر کا چوتھائی یعنی ہر چالیس درہم سے ایک درہم دو، مگر جب تک دو سو درہم پورے نہ ہوں کچھ نہیں، جب دو سو درہم ہوں تو پانچ درہم، اور اس سے زیادہ ہوں تو اسی حساب سے دو۔

✪ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

"إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِيْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ".[۳]

ترجمہ: بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس مال کی زکات نکالنے کا حکم فرماتے تھے جسے ہم تجارت کے لیے مہیا کرتے تھے۔

---

[۱] سنن أبي داؤد، باب في زكاة السائمة، ج۲، ص ۱۳۷، ۱۳۸، دار المعرفة، بيروت، لبنان.

[۲] سنن أبي داؤد، باب في زكاة السائمة، ج۲، ص ۱۳۶، دار المعرفة، بيروت، لبنان.

[۳] سنن أبي داؤد، باب العروض إذا كانت للتجارة هل فيها زكاة ؟، ج۲، ص ۱۳۱، دار المعرفة، بيروت، لبنان.

سونا، چاندی اور مالِ تجارت کے مسائل:

❂ سونا، چاندی جب بقدرِ نصاب ہوں تو ان کا چالیسواں حصہ زکات میں دینا لازم ہے، چاہے وہ دونوں ویسے ہی رکھے ہوں یا ان کے سکے ہوں جیسے روپے، اشرفیاں، یا ان کا کوئی سامان بنا ہوا ہو، چاہے اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ کی انگوٹھی جو ساڑھے چار ماشہ یعنی چار گرام چھ سو پینسٹھ ملی گرام [4.665g] سے کم کی ہو، یا سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن، یا اس کا استعمال ناجائز ہو جیسے چاندی کے برتن، گھڑی، سرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد، عورت سب کے لیے حرام ہے، یا مرد کے لیے سونے چاندی کا چھلا یا زیور یا سونے کی انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی، غرض جو کچھ ہو سب کی زکاۃ واجب ہے۔

❂ سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکاۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ زکات میں دینا لازم ہے۔

❂ مال تجارت میں زکاۃ نکالنے کے لیے جو قیمت لگائی جائے گی وہ قیمت اس جگہ کی ہونی چاہیے جہاں مال ہے۔ اور اگر مال جنگل میں ہے تو اس کے قریب جو آبادی ہے وہاں جو قیمت ہو اس کا اعتبار ہے۔

یہ اس مال میں ہے جس کی جنگل میں خریداری نہ ہوتی ہو، اور اگر جنگل میں خریدا جاتا ہو جیسے لکڑی یا وہ چیزیں جو وہاں پیدا ہوتی ہیں تو جب تک مال وہاں پڑا ہے وہیں کی قیمت لگائی جائے گی۔

❂ اگر مالِ تجارت کی قیمت نصاب کو نہیں پہنچتی ہے، مگر اس کے پاس اس کے علاوہ سونا، چاندی بھی ہے تو اس کی قیمت سونے یا چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں، اگر مجموعہ نصاب کو پہنچ جائے تو زکاۃ واجب ہے۔

❂ آج کل جو نوٹ رائج ہے اس کی بھی زکات واجب ہے جب کہ بقدرِ نصاب ہو، یعنی اتنا ہو کہ اس سے ساڑھے باون تولہ یعنی چھ سو ترپن گرام اور ایک سو چوراسی ملی گرام [653.184g] چاندی خریدی جا سکے۔

لہٰذا اگر کوئی قرض وغیرہ سے فارغ اتنے روپے کا مالک ہے تو اس پر زکات واجب ہے یعنی کل روپے کا چالیسواں حصہ [اڑھائی فی صد] زکات میں دے، مثلاً چالیس ہزار روپے ہیں تو ایک ہزار، اور ایک لاکھ روپے ہیں تو اڑھائی ہزار روپے زکات میں ادا کرے۔

کرائے پر دی جانے والی چیزوں کی زکات:

دکان، مکان، ٹینٹ، یا دوسرے سامان جو کرائے پر اٹھانے کے لیے ہوں، ان پر زکات نہیں ہے، اگرچہ وہ لاکھوں روپے کے ہوں۔ یوں ہی کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر بھی زکات واجب نہیں ہوگی۔

ہاں! ان کی آمدنی تنہا یا دوسرے مال کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جائے تو زکات کی دیگر شرائط پائے جانے پر اس کی زکات دینا ہوگی۔

کھیتوں کی پیداوار اور پھلوں کی زکات

خدائے وحدہ لاشریک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖؗ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ [۱]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے پیدا کیے باغ کچھ زمین پر چھئے ہوئے اور کچھ بے چھئے اور کھجور اور کھیتی جس میں رنگ رنگ کے کھانے اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی میں الگ، کھاؤ اس کا پھل جب پھل لائے اور اس کا حق دو جس دن کٹے اور بے جانہ خرچو (نہ خرچ کرو) بے شک بے جا خرچنے والے (خرچ کرنے والے) اسے پسند نہیں۔ [۲]

---

[۱] قرآن کریم، الانعام: ٦، آیت: ١٤١.

[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ ".[۱]

ترجمہ: جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہوئی یا وہ نہر کے پانی سے سیراب کی جاتی ہو اس میں عُشر (دسواں حصہ) ہے اور جس زمین کو سیراب کرنے کے لیے اونٹنی کے ذریعہ پانی لاتے ہوں اس میں نصفِ عُشر (بیسواں حصہ) ہے۔

زمین تین قسم کی ہے۔(۱) عُشری۔(۲) خراجی۔(۳) نہ عشری نہ خراجی۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہیں مانی جائیں گی جب تک کسی خاص زمین کی نسبت خراجی ہونا دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو جائے؛ اس لیے یہاں خراجی کے احکام کا بیان ترک کیا جاتا ہے۔ زمین کی باقی دونوں قسموں کا حکم ایک ہی ہے؛ اس لیے دونوں کو ایک ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

✪ جو کھیت بارش یا نہر، نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں دسواں حصہ دینا واجب ہے اور جو کھیت چرسے، ڈول، نل، ٹیوب ویل، پانی مشین وغیرہ سے سیراب کیا جائے اس میں بیسواں حصہ دینا واجب ہے۔

✪ جو کھیت کچھ دنوں بارش کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول، چرسے، نل، ٹیوب ویل وغیرہ سے، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اکثر بارش کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی نل، ٹیوب ویل وغیرہ سے تو دسواں حصہ واجب ہے، ورنہ بیسواں حصہ واجب ہے۔

✪ عُشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اس پیداوار کی زکات فرض ہے، اور اس زکات کا نام عُشر ہے یعنی دسواں حصہ، کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے، اگرچہ بعض صورتوں میں نصفِ عُشر یعنی

[۱] صحيح البخارى ، باب العشر فيما يسسقىٰ من ماء السماء ، ج ۱، ص۲۰۱، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

بیسواں حصہ لیا جائے گا جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

❁ اور اگر عُشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا نہیں ہے تو اس پیداوار میں عشر واجب نہیں جیسے ایندھن، گھاس، نرکل، سینٹھا، جھاو، خطمی، کپاس، بینگن کا درخت۔

یوں ہی خربوزہ، تربوزہ، کھیرا، ککڑی کے بیج، اور اسی طرح ہر قسم کی ترکاریوں کے بیج کہ ان کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں، بیج مقصود نہیں ہوتے، اسی طرح جو بیج دوا ہیں، مثلاً کندر، میتھی، کلونجی۔

❁ ہاں! اگر نرکل گھاس، بید، جھاو وغیرہ سے مقصود زمین کے منافع حاصل کرنا ہو اور زمین اس کے لیے خالی چھوڑ دی تو ان میں بھی عُشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے۔

❁ گیہوں، جو، باجرہ، جُوار، دھان اور ہر قسم کے غلے اور آلسی، کُسُم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربوزہ، کھیرا، ککڑی، بینگن اور ہر قسم کی ترکاری، سب میں عُشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے چاہے تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔

عُشر سے متعلق ضروری ہدایت:

پیداوار کی زکات کے سلسلے میں چند باتیں ذہن نشین رکھنی چاہیے، مثلاً:

❁ اس کے وجوب کے لیے نصاب کی شرط نہیں ہے، اس وجہ سے اگر کبھی پانچ چھ کلو ہی پیداوار ہو تو بھی عشر (دسواں حصہ) واجب ہے۔

❁ عشر واجب ہونے کے لیے عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط نہیں؛ لٰہذا مجنوں اور نابالغ کی زمین کی پیداوار میں بھی عشر (دسواں حصہ) واجب ہے۔

❁ عشر واجب ہونے کے لیے سال گزرنا بھی شرط نہیں؛ لٰہذا ایک سال میں اگر کسی کھیت میں چند بار زراعت ہوئی تو ہر بار عُشر واجب ہے۔

❁ اگر عُشری زمین بٹائی پر دی تو عُشر کاشت کار اور مالکِ زمین دونوں پر ہے، اور اگر زمین زراعت کے لیے نقدی پر دی تو اس کا عُشر کاشت کار پر ہے۔

❁ جس چیز میں عُشر یا نصفِ عُشر واجب ہے اس میں کل پیداوار کا عُشر یا نصفِ

عُشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ مصارفِ زراعت مثلاً ہل، بیل، ٹریکٹر، ٹھریسر، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عُشر یا نصفِ عُشر دیا جائے۔

✪ جس شخص پر عُشر واجب ہوا، اس کا انتقال ہوگیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عُشر لیا جائے گا۔

زکات کا مال کن لوگوں کو دیا جائے؟

خدائے وحدہٗ لاشریک کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَ الۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِى الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِيۡنَ وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۝۶۰ [۱]

ترجمہ: زکات تو ان ہی لوگوں کے لیے ہے، محتاج، اور نرے نادار، اور جو اسے تحصیل کرکے لائیں، اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے، اور گردنیں چھڑانے میں، اور قرض داروں کو، اور اللہ کی راہ میں، اور مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا، اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔[۲]

اس آیتِ مبارکہ میں "صدقات" سے زکات مراد ہے۔ حضرت زید بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے صدقہ سے کچھ عنایت فرمائیں، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلاَ غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتَّى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الأَجْزَاءِ

[۱] قرآن کریم، التوبہ: ۹، آیت: ٦٠.

[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.

أعْطَيْتُكَ حَقَّكَ".[۱]

ترجمہ: سنو! اللہ تعالیٰ نے صدقات کو نبی یا کسی اور کے حکم پر نہیں رکھا، بلکہ اس نے خود اس کا حکم بیان فرمایا اور اس کے آٹھ حصے کیے، اگر تم ان میں سے کسی میں ہو گے تو میں تمھارا حق تمھیں دوں گا۔

اس حدیث پاک اور مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زکات کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ قرار دیے گیے ہیں، لیکن ان میں سے "مؤلفۃ القلوب" یعنی جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے باجماعِ صحابہ ساقط ہو گئے؛ کیوں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی۔

یہ اجماع امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں منعقد ہوا؛ لہٰذا اب مصارفِ زکات صرف سات ہیں۔[۲]

زکات کے مصارف سات ہیں:

(۱) فقیر۔ (۲) مسکین۔ (۳) عامل۔ (۴) رقاب۔ (۵) غارم۔ (۶) فی سبیل اللہ۔ (۷) ابن سبیل۔

فقیر: وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو، مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے، یا نصاب کی مقدار ہو تو اس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہو، مثلاً رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے وغیرہ، جس کا بیان حاجتِ اصلیہ کی توضیح میں گزرا، یا وہ مقروض ہو کہ قرض نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے، اگر چہ اس کے پاس بہت سارا مال ہو۔

✪ فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے، مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدِّ نظر ہو، ادب کے ساتھ دے، جیسے چھوٹے بڑوں کو نذرانہ دیتے ہیں، معاذ اللہ، عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ باعثِ ہلاکت ہے۔

مسکین: وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے

[۱] سنن أبي داؤد، باب من يعطى من الصدقة و حد الغنى، ج۲، ص ۱۶۱،۱۶۰، دار المعرفة، بيروت، لبنان.

[۲] خزائن العرفان، في تفسير القرآن، مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مبارك پور، اعظم گڑھ.

لیے لوگوں سے مانگنے کا محتاج ہو، ایسے شخص کو سوال کرنا، مانگنا حلال ہے۔ اور فقیر کو سوال کرنا ناجائز ہے کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال کرنا حرام ہے۔

عامل: وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکات اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اور اس کے مددگاروں کو متوسط طور پر کافی ہو، مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر کے لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔

❁ عامل اگر چہ غنی ہو اپنے کام کی اُجرت لے سکتا ہے، اور ہاشمی ہو تو اس کو مالِ زکات میں سے دینا بھی ناجائز اور اُسے لینا بھی ناجائز۔ ہاں! اگر کسی اور مد سے دیں تو لینے میں بھی حرج نہیں۔

رِقاب: اس سے مراد مکاتب غلام کو دینا ہے کہ وہ اس مالِ زکات سے بدلِ کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن چھڑائے۔

غارِم: اس سے مراد مقروض ہے، یعنی وہ شخص جس پر اتنا قرض ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، مگر شرط یہ ہے کہ وہ مقروض ہاشمی نہ ہو۔

فی سبیل اللہ: اس سے مراد راہِ خدا میں خرچ کرنا ہے، اس کی چند صورتیں ہیں، مثلاً کوئی شخص محتاج ہے اور جہاد میں جانا چاہتا ہے، لیکن اس کے پاس سواری اور زادِ راہ نہیں ہے تو اسے مالِ زکات دے سکتے ہیں؛ کہ یہ راہِ خدا میں دینا ہے۔

❁ کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں ہے، اس کو بھی زکات دے سکتے ہیں، مگر اس کو حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔

❁ طالبِ علم کہ علمِ دین پڑھتا ہے، یا پڑھنا چاہتا ہے، اسے دے سکتے ہیں: کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بشرطے کہ وہ مالکِ نصاب نہ ہو، بلکہ طالبِ علم سوال کر کے بھی مالِ زکات لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو، اگر چہ کمانے پر قادر ہو۔

❁ یوں ہی ہر نیک کام میں زکات صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ بطورِ تملیک ہو؛ کیوں کہ بغیر تملیک زکات ادا نہیں ہو سکتی۔

❁ جولوگ اپنی زکات اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں انھیں چاہیے کہ مدرسہ کے متولی کو اطلاع کر دیں کہ یہ زکات کا مال ہے تاکہ متولی اس کو الگ رکھے، دیگر اموال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے، کسی کام کی اجرت میں نہ دے، ورنہ زکات ادا نہ ہوگی۔

ابن السبیل: اس سے مراد وہ مسافر ہے جس کا زادِ راہ سفر میں ختم ہو چکا ہو، وہ بقدرِ ضرورت زکات لے سکتا ہے، اگر چہ اس کے گھر مال موجود ہو۔

❁ زکات دینے والے کو اختیار ہے وہ چاہے تو ان ساتوں قسموں کو دے، یا ان میں ایک قسم کے چند اشخاص کو دے، یا ایک ہی فرد کو دے دے۔

❁ مالِ زکات اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک شخص کو دینا افضل ہے، اور اگر بقدرِ نصاب ہو تو ایک کو دے دینا مکروہ ہے، مگر دے دیا تو ادا ہوگئی۔

❁ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا اس وقت مکروہ ہے جب کہ فقیر مقروض نہ ہو، اور اگر مقروض ہو تو اتنا دے دینا کہ قرض نکالنے کے بعد کچھ نہ بچے، یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یوں ہی اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہو تو اس کو اتنا دینے میں کوئی کراہت نہیں کہ اہل وعیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملے۔

❁ آدمی اپنی اصل یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے، اور اسی طرح اپنی اولاد یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہم کو زکات اور صدقۂ فطر کا مال نہیں دے سکتا۔

❁ زکات وصدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے مستحق بھائیوں، بہنوں کو دے، پھر ان کی اولاد کو، پھر چچا اور پھوپھیوں کو، پھر ان کی اولاد کو، پھر ماموں اور خالہ کو، پھر ان کی اولاد کو، پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ داروں کو، پھر اپنے پیشہ والوں کو، پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَا يَقْبَلُ اللهُ صَدَقَةً مِّنْ رَجُلٍ وَلَهٗ قَرَابَةٌ مُحْتَاجُوْنَ إِلٰى صِلَتِهٖ وَ يَصْرِفُهَا إِلٰى غَيْرِهِمْ ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ". رواه الطبراني في الأوسط.[۱]

ترجمہ: اے امتِ محمد! قسم ہے اس کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔

✪ بد مذہب کو زکات دینا جائز نہیں، جب بد مذہب کا یہ حکم ہے تو وہابیۂ زمانہ جو توہینِ خدا و تنقیصِ شانِ مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کرتے ہیں جن کو اکابر علماے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافرومرتد فرمایا، اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انھیں زکات دینا حرام، سخت حرام ہے، اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔

صدقۂ فطر احادیث کی روشنی میں

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

✪ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ [۲]

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔[۳]

اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا کہ [تَزَكّٰى] سے صدقۂ فطر دینا، اور "رب کا نام لینے" سے عیدگاہ کے راستہ میں تکبیریں کہنا، اور "نماز" سے نمازِ عید مراد ہے۔ [۴]

✪ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَا يُرْفَعُ إِلَّا بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ". رواه أبو حفص بن شاهين في فضائل رمضان. [۵]

---

[۱] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الزكاة، باب الصدقة على الأقارب وصدقة المرأة، ج۳، ص ۲۹۷، دار الفكر، بيروت، لبنان.

[۲] قرآن کریم، الاعلیٰ: ۸۷، آیت: ۱۴، ۱۵.

[۳] كنز الايمان فى ترجمة القرآن، مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مبارك پور، اعظم گڑھ.

[۴] خزائن العرفان فى تفسير القرآن، مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مبارك پور، اعظم گڑھ.

[۵] الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، كتاب العيدين والأضحية، الترغيب فى إحياء ليلتى العيدين، ج۲، ص ۲۷۳، المكتبة التجارية الكبرىٰ، مصر.

ترجمہ: ماہِ رمضان کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے، رب کی بارگاہ میں نہیں پہنچتا جب تک کہ بندہ صدقۂ فطر ادا نہ کر دے۔

❂ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ ، وَالذَّكَرِ وَالأُنْثىٰ ، وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلاَةِ. [۱]

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے صدقۂ فطر ایک صاع کھجور یا جَو، غلام و آزاد، مرد وعورت، چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر فرض فرمایا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ نماز عید کے لیے جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دیا جائے۔

❂ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بصرہ کے والی تھے، انھوں نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا:

"أَخْرِجُوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ ، فَنَظَرَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ ، فَقَالَ:مَنْ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قُومُوا فَعَلِّمُوا إِخْوَانَكُمْ فَإِنَّهُمْ لَايَعْلَمُونَ ، إِنَّ هٰذِهِ الزَّكَاةَ فَرَضَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ ذَكَرٍ وَأُنْثَى، حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ. فَقَامُوْا. [۲]

ترجمہ: اپنے روزے کی زکات نکالو، تو لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے، تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اہلِ مدینہ میں سے جو حضرات یہاں موجود ہیں وہ کھڑے ہو جائیں اور اپنے دینی بھائیوں کو بتائیں؛ کیوں کہ انھیں معلوم نہیں ہے۔ بے شک یہ زکات اللہ کے رسول ﷺ نے ہر مرد وعورت، آزاد و غلام پر فرض فرمائی ہے،

[۱] صحيح البخاری ، باب فرض صدقة الفطر ، ج۱ ، ص۲۰٤ ، مجلس برکات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

[۲] سنن النسائی ، کتاب الزكاة ، باب مكيلة زكاة الفطر ، ص ۳٦۸ ، دار ابن حزم ، بيروت ، لبنان.

ایک صاع جَو یا کھجور، یا نصف صاع گیہوں۔تو وہاں موجود اہلِ مدینہ اپنے دینی بھائیوں کو یہ مسئلہ بتانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔

صدقۂ فطر کے احکام ومسائل:

❁ صدقۂ فطر ہر مسلمان، آزاد، مالکِ نصاب پر واجب ہے بشرطے کہ وہ نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔صدقۂ فطر زندگی میں جب بھی ادا کرے گا ادا ہو جائے گا، لیکن نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔

❁ صدقۂ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں؛ لہٰذا جس پر واجب تھا اگر وہ مر گیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ہاں! اگر ورثا بطورِ احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہو سکتا ہے، ان پر کچھ جبر نہیں ۔اور اگر وہ وصیت کر گیا ہے تو اس کے تہائی مال سے ضرور ادا کیا جائے گا، اگر چہ ورثا اجازت نہ دیں۔

❁ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے؛ لہٰذا جو بچہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے پیدا ہوا، یا فقیر تھا مال دار ہو گیا، یا کافر تھا مسلمان ہو گیا، ان کا صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

❁ مرد مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے جب کہ اولاد خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقۂ فطر اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔

❁ اور مجنون اولاد کا حکم اگر چہ بالغ ہو، بالکل نابالغ اولاد کی طرح ہے، یعنی اگر وہ مالک نصاب نہیں ہے تو اس کا صدقۂ فطر اس کے باپ پر واجب ہے، اور اگر وہ مالک نصاب ہے تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے۔

❁ باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے، یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے اس پر صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔

❁ بیوی اور عاقل، بالغ اولاد کا صدقۂ فطر مرد کے ذمہ نہیں ہے، لیکن اگر ان کی اجازت سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا اور بغیر اجازت بھی ادا ہو جائے گا جب کہ اولاد کا

نفقہ باپ کے ذمہ ہو، ورنہ بغیر اجازت ادا نہیں ہوگا۔

❁ اور اگر بیوی اپنے شوہر کا صدقۂ فطر بغیر اس کے حکم کے ادا کردے تو ادا نہ ہوگا۔

❁ ماں، باپ، دادا، دادی، بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا صدقۂ فطر مرد کے ذمہ لازم نہیں، اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کرسکتا۔

❁ ایک شخص کا صدقۂ فطر ایک مسکین کو دینا بہتر ہے، اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے، یوں ہی ایک مسکین کو چند آدمیوں کا صدقۂ فطر دینا بھی بلا خلاف جائز ہے۔

صدقۂ فطر کی مقدار:

(۱) گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو میں سے کوئی چیز دیں تو نصف صاع، یعنی دو کلو سینتالیس گرام ہے۔(۲) کھجور۔(۳) منقیٰ۔(۴) جَو یا اس کا آٹا یا ستو میں سے کوئی چیز دیں تو ایک صاع یعنی چار کلو چورانوے گرام ہے۔

ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیں مثلاً چاول، باجرا، یا اور کوئی غلہ، یا کوئی دوسری چیز دینا چاہیں تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا، اگرچہ وہ روٹی گیہوں یا جَو ہی کی ہو۔

صدقۂ فطر کے مصارف:

صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکات کے مصارف ہیں، یعنی جن کو زکات دے سکتے ہیں، انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکات نہیں دے سکتے، انھیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے، سوائے عامل کے، کہ اس کے لیے زکات ہے، فطرہ نہیں۔

صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے عاقل، بالغ ہونا شرط نہیں:

❁ صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے عاقل، بالغ اور مال نامی ہونا شرط نہیں ہے؛ لہٰذا نابالغ اور مجنوں اگر مالک نصاب ہیں تو ان پر صدقۂ فطر واجب ہے، ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے، اگر ولی نے ادا نہ کیا اور نابالغ بالغ ہوگیا، یا مجنوں کا جنون جاتا رہا تو

اب یہ خود ادا کریں۔ اور اگر یہ خود مالک نصاب نہ تھے اور ولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے، یا ہوش میں آنے پر ان کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔

* صدقۂ فطر ادا کرنے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقۂ فطر واجب رہے گا، برخلاف زکات وعشر کے، کہ یہ دونوں مال ہلاک ہوجانے سے ساقط ہوجاتے ہیں۔

* صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا بھی شرط نہیں ہے؛ لہذا اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے، یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔

چوتھا باب
بھیک مانگنے کی مذمت اور مانگنے والوں کو دینے کا حکم
[احادیث کی روشنی میں]

آج کل دیکھا یہ جاتا ہے کہ رمضان المبارک کا چاند نظر آتے ہی نئے نئے بھکاری ہر گلی کوچے میں بھیک مانگتے پھرتے ہیں، ان میں اکثر ایسے صحت مند وتوانا ہوتے ہیں کہ چاہیں تو محنت، مزدوری کر کے خود کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں، مگر وہ محنت ومشقت کرنے کے بجائے ناجائز طور پر سوال کرتے اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں۔

اور بہت سے لوگوں نے تو بھیک مانگنے کو ہی اپنا پیشہ بنا رکھا ہے، گھر میں ہزاروں روپے موجود ہیں، کھیتی وغیرہ کرتے ہیں، مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے، جب ان سے اس بارے میں کچھ کہا جاتا ہے تو برجستہ جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا پیشہ ہے، کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں؟ حالاں کہ ایسے لوگوں کا بھیک مانگنا حرام ہے اور ان کی حالت معلوم ہو جانے کے بعد انھیں دینا ناجائز ہے۔

اب ذیل میں چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں جن سے یہ معلوم ہوگا کہ سوال کرنا کسے حلال ہے اور کسے حلال نہیں ہے، پھر ان مانگنے والوں کو زکات اور صدقۂ فطر دینے کا حکم بیان کیا جائے گا۔

مانگنے والے کا خوف ناک چہرہ:

✿ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ سَأَلَ النَّاسَ فِي غَيْرِ فَاقَةٍ نَزَلَتْ بِهِ أَوْ عِيَالٍ لَا يُطِيْقُهُمْ، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِوَجْهٍ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ .

وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ فَتَحَ عَلَى نَفْسِهِ بَابَ

مَسْأَلَةٍ مِنْ غَيْرِ فَاقَةٍ نَزَلَتْ بِهِ ، أَوْ عِيَالٍ لَا يُطِيقُهُمْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ الفَاقَةِ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ".[۱]

ترجمہ: جوشخص لوگوں سے مانگے حالاں کہ نہ اسے فاقہ پہنچا، نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی پرورش کی طاقت نہیں رکھتا وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا۔

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوشخص سوال کا دروازہ کھولے حالاں کہ نہ اسے فاقہ پہنچا، نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی پرورش کی طاقت نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ اس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا ایسی جگہ سے جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوگی۔

تین لوگوں کے لیے مانگنا جائز ہے:

✪ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلۂ انصار میں سے ایک صاحب نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور کچھ مانگا، تو آپ نے فرمایا:

" أَمَا فِيْ بَيْتِكَ شَيْءٌ.قَالَ: بَلٰى !حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ. قَالَ:ائْتِنِيْ بِهِمَا.فَأَتَاهُ بِهِمَا، فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَقَالَ:مَنْ يَشْتَرِيْ هٰذَيْنِ ؟ قَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ.قَالَ:مَنْ يَزِيدُ عَلٰى دِرْهَمٍ؟.مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا.قَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ.فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ ، وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا الأَنْصَارِيَّ وَقَالَ:اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ إِلٰى أَهْلِكَ ،وَاشْتَرِ بِالآخَرِ قَدُومًا فَأْتِنِيْ بِهِ ، فَأَتَاهُ بِهِ فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودًا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ :اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا أَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا.فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشَرَةَ

[۱] شعب الايمان للبيهقى ، فصل فى الاستعفاف عن المسئلة ، ج۳، ص ۲۷٤، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

دَرَاهِمَ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَ بِبَعْضِهَا طَعَامًا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :هَذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيْءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِيْ وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لاَ تَصْلُحُ إِلّا لِثَلاَثَةٍ لِذِيْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ لِذِيْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ أَوْ لِذِيْ دَمٍ مُوجِعٍ".[۱]

ترجمہ: کیا تمھارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں، ایک ٹاٹ ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور ایک حصہ بچھاتے ہیں اور لکڑی کا ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا: وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ، تو انھوں نے دونوں چیزیں سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر کر دیں۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں چیزوں کو اپنے دستِ مبارک میں لے کر ارشاد فرمایا: انھیں کون خریدتا ہے؟

ایک صاحب نے عرض کیا: میں انھیں ایک درہم کے عوض خریدتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دے گا؟ یہ کلمہ دو یا تین بار فرمایا۔

ایک صاحب نے عرض کیا: میں دو درہم کے عوض لیتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دونوں چیزیں ان کو دے دیں، اور دو درہم لے لیے، اور اس انصاری کو وہ درہم دے کر ارشاد فرمایا: ایک درہم کا غلہ خرید کر گھر رکھ آؤ اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔

وہ کلہاڑی لے کر حاضر ہوئے تو حضور نے اس میں اپنے دستِ مبارک سے دستہ لگایا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو، پندرہ دن تک میں تمھیں نہ دیکھوں، یعنی اتنے دنوں تک یہاں حاضر نہ ہونا۔

وہ گئے اور لکڑیاں کاٹ کر بیچتے رہے، اب حاضر ہوئے تو ان کے پاس دس درہم تھے، چند درہم کا کپڑا خریدا اور چند درہم کا غلہ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ تمھارے لیے اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن "مانگنا" تمھارے منہ پر چھالا

---

[۱] سنن أبي داؤد، باب : ما تجوز فيه المسئلة، ج۲، ص ١٦٤، ١٦٥، دار المعرفة، بيروت، لبنان.

ہوکر آئے۔ مانگنا درست نہیں، مگر تین لوگوں کے لیے: (۱) ایسے محتاج کے لیے جسے اس کی محتاجی زمین پر لٹا دے۔ (۲) تاوان والے کے لیے جو رسوا کر دے۔ (۳) خون (دیت) والے کے لیے جو اسے تکلیف پہنچائے۔

بے مانگے ملے تو لینا جائز ہے:

✿ حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي. فَقَالَ :خُذْهُ ، إِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلاَ سَائِلٍ فَخُذْهُ ، وَمَا لَا، فَلاَ تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ".[۱]

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطا فرماتے تو میں عرض کرتا: یا رسول اللہ! کسی ایسے کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو، تو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام ارشاد فرماتے: اسے لے لو۔ جب تمھارے پاس کوئی مال بغیر لالچ اور بے مانگے آ جائے تو اسے لے لو، اور جو اس طرح سے نہ آئے تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ ڈالو۔

جیسی نیت ویسی برکت:

✿ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ انصاریوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا، حضور نے عطا فرمایا، انھوں نے پھر مانگا، حضور نے پھر عطا فرمایا، یہاں تک کہ وہ مال جو حضور کے پاس تھا ختم ہو گیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَا يَكُونُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ".[۲]

---

[۱] صحيح البخاری ، باب : من أعطاه الله شيئا من غير مسألة ولا إشراف نفس ، ج۱ ، ص ۱۹۹ ، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

[۲] صحيح البخاری ، باب الاستعفاف عن المسئلة ، ج۱ ، ص ۱۹۸ ، ۱۹۹ ، مجلس بركات، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

ترجمہ: میرے پاس جو کچھ مال ہوگا اسے میں تم سے اٹھا نہ رکھوں گا اور جو مانگنے سے بچنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور جو بے نیازی چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر دے گا اور صبر سے بڑھ کر اور اس سے بہتر کوئی چیز کسی کو نہیں ملی۔

کتنا مال ہو تو مانگنا جائز نہیں؟

❁ صحابیِ رسول حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّهُ مَنْ سَأَلَ شَيْئًا وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا يُغْنِيهِ ؟ قَالَ : مَا يُغَدِّيهِ ، أَوْ يُعَشِّيهِ".[۱]

ترجمہ: بے شک جو شخص کوئی چیز مانگے اور اس کے پاس اتنا ہو جو اسے بے نیاز کرے تو وہ جہنم کے انگارے ہی میں اضافہ چاہتا ہے۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کیا چیز ہے جو بے نیاز کرتی ہے، کہ اس کے ہوتے ہوئے مانگنا جائز نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صبح اور شام کا کھانا۔ یعنی جس کے پاس صبح و شام کا کھانا ہو اس کے لیے مانگنا ناجائز ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہو گیا کہ بھیک مانگنا بہت ذلت کا کام ہے؛ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھیک مانگنے سے بچیں اور محنت، مزدوری کر کے خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلانے کی کوشش کریں۔ اللہ جلّ شانہٗ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ کسبِ حلال اور صدقِ مقال کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بھیک مانگنے والوں کو زکات دینے کا حکم

بھیک مانگنے والے عموماً تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں:

(۱) وہ لوگ جو غنی ہیں جیسے اکثر جوگی اور سادھو بچے یا فقیر برادری کے مال دار لوگ جو بھیک مانگنے کو اپنا پیشہ سمجھتے ہیں اور خصوصاً رمضان شریف کے مہینے میں صدقات و زکات

---

[۱] صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان ، باب المسئلة والأخذ وما يتعلق به من المكافاة والثناء والشكر ، ج۸ ، ص ۱۸۷ ، موسسة الرسالة ، بيروت ، لبنان.

وصول کرتے پھرتے ہیں۔ ان لوگوں کا سوال کرنا حرام ہے اور ان کا حال معلوم ہونے پر انھیں دینا بھی حرام ہے، ان کو دینے سے زکات ادا نہیں ہو سکتی، فرض سر پر باقی رہے گا۔

(۲) وہ لوگ جو واقع میں فقیر ہیں، قدرِ نصاب کے مالک نہیں، مگر طاقتور، تندرست اور کمانے پر قادر ہیں اور سوال کسی ایسی ضرورت کے لیے نہیں جو ان کے کسب سے باہر ہو، بس کاہلی کی وجہ سے کوئی حرفت، مزدوری نہیں کرتے، مفت کھانے کے عادی ہیں اور اس کے لیے بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا سوال کرنا حرام اور جو کچھ انھیں اس سے ملے وہ ان کے حق میں خبیث ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لاَ تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلاَ لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ".[۱]

ترجمہ: صدقہ حلال نہیں کسی غنی کے لیے اور نہ کسی توانا، تندرست کے لیے۔

ایسے لوگوں کو بھیک دینا منع ہے؛ کیوں کہ انھیں دینا گویا ان کے گناہ پر مدد کرنا ہے، لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہوں گے، کچھ محنت کریں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوٰنِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ [۲]

ترجمہ: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ [۳]

مگر ان کو دینے سے زکات ادا ہو جائے گی جب کہ دوسرا کوئی مانعِ شرعی نہ ہو؛ کیوں کہ یہ حقیقت میں فقیر ہیں جو مصرفِ زکات میں سے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الأية۔ [یعنی صدقات فقرا کے لیے ہیں]۔

(۳) وہ عاجز و کمزور لوگ ہیں جن کے پاس نہ تو مال ہے اور نہ ہی کمانے کی قدرت وطاقت، یا کچھ طاقت وقدرت ہے، لیکن جتنے کی ضرورت ہے اتنا کمانے پر قادر نہیں ہیں۔

---

[۱] سنن أبي داؤد، باب من يعطىٰ الصدقة وحد الغنى، ج۲، ص ۱۶۲، مكتبة المعرفة، بيروت، لبنان.

[۲] قرآن کریم، المائدة: ۵، آیت: ۲.

[۳] کنزالایمان فی ترجمة القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارك پور، اعظم گڑھ.

ایسے لوگوں کو بقدرِ حاجت مانگنا حلال ہے اور اس سے انھیں جو کچھ ملے گا ان کے حق میں طیب و پاکیزہ ہوگا۔ یہ لوگ زکات کے بہترین مصارف سے ہیں اور انھیں دینا بڑے ثواب کا باعث ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنھیں جھڑکنا، ڈانٹنا حرام ہے۔ [۱]

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں؟

مانگنا کسے حلال ہے اور کسے حلال نہیں ہے؟، اس سلسلے میں صدر الشریعہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"آج کل ایک عام بلا یہ پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں، مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے، کون محنت کرے مصیبت جھیلے، بے مشقت جو مل جائے تو تکلیف کیوں برداشت کرے۔ ناجائز طور پر سوال کرتے اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ مزدوری تو مزدوری، چھوٹی موٹی تجارت کو ننگ و عار خیال کرتے اور بھیک مانگنا کہ حقیقۃً ایسوں کے لیے بے عزتی و بے غیرتی ہے مایہ عزت جانتے ہیں اور بہتوں نے تو بھیک مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے، گھر میں ہزاروں روپے ہیں سود کا لین دین کرتے زراعت وغیرہ کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے، اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں۔ حالانکہ ایسوں کو سوال حرام ہے اور جسے اُن کی حالت معلوم ہو، اُسے جائز نہیں کہ ان کو دے"۔ [۲]

---

[۱] ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ٤، ص ٤٦٨، رضا اکیڈمی، ممبئی.
[۲] بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ٩٤٠، ٩٤١، مکتبۃ المدینۃ.

پانچواں باب

صدقہ وخیرات کرنے کے فضائل وفوائد

[قرآن وحدیث کی روشنی میں]

رضاے الٰہی کے لیے صدقہ وخیرات کرنے کے فضائل وفوائد بہت ہیں مثلاً:

● اس سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے ● رزق میں وسعت اور مال میں کثرت ہوتی ہے ● گناہ مٹادیے جاتے ہیں ● نامۂ اعمال میں نیکیوں کا ذخیرہ ہوتا ہے ● اس کی برکت سے برائی کے ستر دروازے بند ہوجاتے ہیں ● آدمی اس کی وجہ سے بری موت سے محفوظ رہتا ہے ● خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے ● آفتیں اور بلائیں دور ہوتی ہیں ● خوف و اندیشہ زائل ہوتا ہے اور اطمینانِ خاطر نصیب ہوتا ہے۔

● اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی دور ہوتی ہے اور بندہ مغفرت کا حق دار ہوتا ہے ● انسان کے بگڑے ہوئے کام بن جاتے ہیں ● آپس میں محبت بڑھتی ہے ● جہنم سے نجات ملتی ہے ● یہ ہمارے بزرگوں کا پسندیدہ عمل ہے اور اس سے رب کی رضا وخوشنودی حاصل ہوتی ہے ——— رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ﴿۹۲﴾ [۱]

ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو، اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔[۲]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے خواہ صدقاتِ واجبہ ہوں یا نافلہ، سب اس میں داخل ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جو مال مسلمان کو محبوب ہو اور اسے

[۱] قرآن کریم، آل عمران: ٤، آیت: ۹۲.

[۲] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارك پور، اعظم گڑھ.

رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرے، وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو۔ [خازن]

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا: اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کر دیتے؟ فرمایا: شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ کروں۔ [مدارک]

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے میں بڑے مال دار تھے، انھیں اپنے اموال میں " بَیْرَحَا " نامی باغ بہت پیارا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انھوں نے بارگاہِ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا: مجھے اپنے اموال میں " بَیْرَحَا " سب سے پیارا ہے، میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں۔

حضور نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے اپنے اقارب اور بنی عم میں اسے تقسیم کر دیا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ میرے لیے ایک باندی خرید کر بھیج دو۔ جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی، آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لیے اس کو آزاد کر دیا۔ [۱]

✪ سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ [۲]

ترجمہ: ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے تو اللہ اس کے لیے بہت گنا بڑھا دے، اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمھیں اسی کی طرف پھر جانا۔ [۳]

یعنی راہ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرے۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا، یہ کمال لطف و کرم ہے، بندہ اس کا بنایا ہوا، اور بندے کا مال اس کا عطا فرمایا ہوا، حقیقی مالک وہ اور بندہ اس کی عطا سے مجازی ملک رکھتا ہے، مگر قرض سے تعبیر فرمانے

[۱] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ملخصاً، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

[۲] قرآن کریم، البقرۃ: ۲، آیت: ۲۴۵.

[۳] کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.

میں یہ دل نشین کرنا منظور ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوا، وہ اس کی واپسی کا مستحق ہے، ایسا ہی راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ اس انفاق کی جزا بالیقین پائے گا اور بہت زیادہ پائے گا۔[۱]

❁ اسی سورت میں ہے:

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ [۲]

ترجمہ: اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو، اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ (اونچی جگہ، ٹیلہ یا بلند ہموار زمین) پر ہو، اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا، پھر اگر زور کا مینھ اُسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے، اور اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے۔[۳]

یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ، ایسے ہی با اخلاص مؤمن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے۔[۴]

❁ سورۂ حدید میں ہے:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ [۵]

ترجمہ: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنھوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا (یعنی خوش دلی اور نیتِ صالحہ کے ساتھ مستحقین کو صدقہ دیا اور راہِ خدا

---

[۱] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.
[۲] قرآن کریم، البقرۃ: ۲، آیت: ۲۶۵.
[۳] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.
[۴] خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ.
[۵] قرآ کریم، الحدید: ۵۷، آیت: ۱۸.

میں خرچ کیا۔)ان کے دونے ہیں اوران کے لئے عزّت کا ثواب (یعنی جنت) ہے۔[۱]

روزِ قیامت خیرات وصدقات کا سایہ:

❁ حضرت عقبہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: "إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيءُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُورِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُـؤمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ".[۲]

ترجمہ: بے شک صدقہ دینے والے قبر کی تپش سے محفوظ ہوں گے؛ کیوں کہ صدقہ اس تپش کوسرد کردے گا، اور یقینا مومنین بروز قیامت اپنے صدقات کے سایے میں آرام فرما ہوں گے۔

❁ اورانھیں سے مروی ہے کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشادفرمایا:

"كُلُّ امْرِئٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ"أَوْ قَالَ:"حَتَّى يُحْكَمَ بَيْنَ النَّاسِ".[۳]

ترجمہ: بروزِ قیامت ہر شخص اپنے صدقہ کے سایہ میں رہے گا، یہاں تک کہ لوگوں کے اعمال کا فیصلہ ہوجائے۔

فرشتوں کی دعا:

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشادفرمایا:

"مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّامَلَكَانِ يَنْزِلاَنِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا ، وَ يَقُولُ الآخَرُ: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا".[۴]

---

[۱] كنزالايمان فی ترجمة القرآن مع خزائن العرفان فی تفسير القرآن ، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

[۲] المعجم الكبير للطبرانی ، رقم الحديث ١٤٢٠٧ ، ج١٢ ، ص ٤٥٢ ، المكتبة الشاملة.

[۳] المعجم الكبير للطبرانی ، رقم الحديث ١٤١٩٠ ، ج١٢ ، ص ٢٤٦ ، المكتبة الشاملة.

[۴] صحيح البخاری ، باب فی قول الله : فاما من أعطىٰ واتقىٰ ، ج١ ، ص ١٩٤ ، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

ترجمہ: کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح ہوتی ہے، مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ دے۔ اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روکنے والے کا مال برباد کردے۔

بچا ہوا خرچ کرنا بہتر ہے:

✿ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يَا ابْنَ آدَمَ !إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ ، وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلاَمُ عَلَى كَفَافٍ ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى ".[۱]

ترجمہ: اے ابنِ آدم! بچا ہوا مال خرچ کرنا تیرے لیے بہتر ہے، اور اُس کا روک رکھنا تیرے لیے برا ہے، اور بقدرِ ضرورت روک رکھنے پر ملامت نہیں، اور اُن سے شروع کر جو تیری پرورش میں ہیں، اور اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔

سخی اور بخیل کا حال:

✿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللهِ ، قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ ، قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ ، بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ، وَالْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللهِ، بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ ،بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ، وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ ".[۲]

---

[۱] الصحيح لمسلم ، باب بيان أن اليدالعليا خير من اليد السفلى ، ج۱، ص ۳۳۲، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

[۲] مشكاة المصابيح ، كتاب الزكاة ، باب الإنفاق ، ص ١٦٤، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ،اعظم گڑھ.

ترجمہ: سخی قریب ہے اللہ سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے، دُور ہے جہنم سے۔ اور بخیل دور ہے اللہ سے، دور ہے جنت سے، دور ہے آدمیوں سے، قریب ہے جہنم سے۔ اور جاہل سخی اللہ عزوجل کے نزدیک بخیل عابد سے زیادہ پیارا ہے۔

خیرات کی برکت:

✪ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلاَةٍ مِنَ الأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ"اسْقِ حَدِيقَةَ فُلاَنٍ" فَتَنَحَّى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِيْ حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ حَدِيقَتِهٖ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ ، فَقَالَ لَهٗ: يَا عَبْدَ اللهِ !مَا اسْمُكَ ؟ قَالَ: فُلاَنٌ. لِلاِسْمِ الَّذِيْ سَمِعَ فِيْ السَّحَابَةِ. فَقَالَ لَهٗ :يَا عَبْدَ اللهِ! لِمَ تَسْأَلُنِيْ عَنِ اسْمِيْ؟ فَقَالَ : إِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذَا مَاؤُهُ يَقُولُ:اسْقِ حَدِيقَةَ فُلاَنٍ لِاسْمِكَ. فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا ؟قَالَ: أَمَّا إِذْ قُلْتَ هٰذَا فَإِنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِيْ ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهٗ".[۱]

ترجمہ: ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اَبر میں ایک آواز سُنی کہ کوئی کہہ رہا ہے: فلاں کا باغ سیراب کر۔ وہ اَبر ایک طرف ہوگیا اور اپنا پانی ایک پتھریلی زمین میں گرادیا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا، تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا بیلچے سے پانی پھیر رہا ہے۔

اُس نے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس باغ بان نے کہا: فلاں نام ہے، وہی نام جو اُس نے اَبر میں سے سنا تھا۔

اُس باغ بان نے دریافت کیا: اے اللہ کے بندے! تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟

---

[۱] الصحيح لمسلم ،كتاب الزهد، باب فضل الإنفاق على المساكين وابن السبيل ، ج۲، ص ۴۱۱ ، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

اُس نے کہا: میں نے اس اَبر میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سُنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہہ رہا تھا: فلاں کا باغ سیراب کر۔ تو تُو کیا کرتا ہے کہ تیرا نام لے کر پانی بھیجا جاتا ہے؟

باغ بان نے جواب دیا کہ اس باغ میں جو کچھ پیدا ہوتا ہے، اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی مَیں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کے لیے رکھتا ہوں۔

سخی اور بخیل کا انجام:

✪ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ، فَمَنْ كَانَ سَخِيًّا أَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْهَا، فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتَّى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ، فَمَنْ كَانَ شَحِيحًا أَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْهَا، فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتَّى يُدْخِلَهُ النَّارَ ".[۱]

ترجمہ: سخاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو سخی ہے، اُس نے اُس کی شاخ پکڑ لی ہے، وہ شاخ اُسے نہ چھوڑے گی جب تک جنت میں داخل نہ کرلے اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہے، اُس نے اس کی شاخ پکڑ لی ہے، وہ شاخ اُسے جہنم میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑے گی۔

حاجت مند کی حاجت روائی کا اجر:

✪ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

" أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ ،وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقَى مُسْلِمًا عَلَى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ".[۲]

---

[۱] مشکاه المصابیح ، کتاب الزکاة ، باب الإنفاق ، ص ۱٦۷، مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور، اعظم گڑھ.

[۲] سنن أبي داؤد ،باب فی فضل سقی الماء ، ج۱ ، ص ۱۷٦ ، مکتبة المعرفة ، بیروت ، لبنان.

ترجمہ: جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنا دے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے، اللہ تعالیٰ اُسے رحیق مختوم (یعنی جنت کی شرابِ سربند) پلائے گا۔

ایک لقمہ روٹی وغیرہ خیرات کرنے کا ثواب:

✿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَيُدْخِلُ بِلُقْمَةِ الْخُبْزِ وَقَبْضَةِ التَّمَرِ وَمِثْلِهِ مِمَّا يَنْتَفِعُ بِهِ الْمِسْكِيْنُ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ: رَبَّ الْبَيْتِ الآمِرَ بِهٖ ، وَالزَّوْجَةَ الَّتِيْ تُصْلِحُهٗ ، وَالْخَادِمَ الَّذِيْ يُنَاوِلُ الْمِسْكِيْنَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ :اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَنْسَ خَدَمَنَا".[۱]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایک لقمہ روٹی اور ایک مٹھی خرما اور اس کی مثل کوئی اور چیز جس سے مسکین کو نفع پہنچے، ان چیزوں کے ذریعہ تین لوگوں کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔

۱۔صدقہ کا حکم دینے والا صاحب خانہ۔ ۲۔اسے تیار کرنے والی بیوی۔ ۳۔وہ خادم جو لے جا کر مسکین کو دیتا ہے۔

پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمارے خادموں کا بھی خیال فرمایا۔

صدقہ گناہ مٹاتا ہے اور برائی سے بچاتا ہے:

✿ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ

---

[۱] المعجم الأوسط ، رقم الحديث ٥٣٠٩، من اسمه محمد ، ج٤، ص ٨٩، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ".[۱]

ترجمہ: حسد نیکیاں ایسے ہی کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کھا جاتی ہے اور صدقہ ایسے ہی گناہ مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ بجھا دیتی ہے۔

❁ حضرت رافع ابن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِين بَاباً مِنَ السُّوءِ".[۲]

ترجمہ: صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔

کچھ مال رَب کی بارگاہ میں جمع کر دو:

❁ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے:

"يَا ابْنَ آدَمَ! أَوْدِعْ مِنْ كَنْزِكَ عِنْدِيْ لَا حَرَقَ ، وَلَا غَرَقَ ، وَلَا سَرَقَ أَوْفِيْكَهُ أَحْوَجَ مَا تَكُوْنُ إِلَيْهِ".[۳]

ترجمہ: اے ابنِ آدم! اپنے خزانہ میں سے کچھ میرے پاس جمع کر دے، وہ نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا، نہ چوری جائے گا۔ میں تجھے وہ خزانہ پورا دوں گا، اُس وقت جب کہ تو اُس کا زیادہ محتاج ہوگا۔

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ ، وَلاَ يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّب ، وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ فَلْوَهُ حَتَّى

[۱] سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد ، رقم الحديث ٤٢١٠، ج٢، ص ١٤٠٨، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

[۲] جامع الأحاديث للسيوطى ، رقم الحديث ١٣٧٣٣، ج٦، ص ١٠٩، دارالفكر ، بيروت ، لبنان.

[۳] شعب الإيمان، التحريض على صدقة التطوع ، ج٣، ص ٢١١، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ".[۱]

ترجمہ: جو شخص ایک چھوہارے کے برابر پاک کمائی سے خیرات کرے [اور اللہ تعالیٰ پاک کمائی ہی قبول فرماتا ہے] تو اللہ جل شانہٗ اسے اپنے داہنے دستِ قدرت سے قبول فرماتا ہے، پھر جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے خیرات کرنے والے کے لیے بڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جائے۔

رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو اجر ہے:

حضرت سلیمان ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ ، وَعَلَى ذِي الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ : صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ".[۲]

ترجمہ: مسکین کو صدقہ دینا، صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار کو دینا، صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

خیرات کرنے سے روزی بڑھتی ہے:

✪ حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

"صِلُوا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلاَنِيَةِ ، تُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا".[۳]

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اپنی نسبت درست کرو اسے خوب یاد کرنے اور خفیہ وعلانیہ خوب صدقہ کرنے کے ذریعہ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمھیں روزی دی جائے گی،

[۱] صحيح البخارى ، كتاب الزكاة ، ج۱، ص ۱۸۹، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور، اعظم گڑھ.

[۲] سنن ابن ماجه ، كتاب الزكاة ، رقم الحديث ١٨٤٤ ، ج١ ، ص ٥٩١ ، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

[۳] سنن ابن ماجه ، كتاب إقامة الصلاة ، رقم الحديث ١٠٨١ ، ج١ ، ص ٣٤٣، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھاری شکستہ حالت درست کر دی جائے گی۔

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ: يَا ابْنَ آدَمَ! اَنْفِقْ ، اُنْفِقْ عَلَيْكَ".[۱]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

❁ حضرت اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" أَنْفِقِيْ وَلاَ تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ، وَلاَ تُوعِيْ فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ، ارْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ".[۲]

ترجمہ: خرچ کرو، اور شمار مت کرو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں شمار کر کے دے، اور بچا کر مت رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم سے بچا کر رکھے، جتنا ہو سکے خرچ کرو۔

صدقہ عمر بڑھاتا ہے:

❁ حضرت کثیر ابن عبد اللہ مزنی سے مروی ہے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ صَدَقَةَ الْمُسْلِمِ تَزِيدُ فِي الْعُمُرِ، وَتَمْنَعُ مِيتَةَ السُّوءِ، وَيُذْهِبُ اللّٰهُ بِهَا الْكِبْرَ وَالْفَخْرَ".[۳]

ترجمہ: یقینا مسلمان کا صدقہ اس کی عمر بڑھاتا ہے اور بری موت کو روکتا ہے، اور اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ تکبر اور گھمنڈ دور فرما دیتا ہے۔

❁ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الصَّدَقَةَ وَصِلَةَ الرَّحِمِ يَزِيدُ اللّٰهُ بِهَا فِي الْعُمُرِ ، وَيَدْفَعُ بِهَا

---

[۱] جامع الأحاديث للسيوطى ، رقم الحديث ١٣٧٣٣، ج٦، ص ١٠٩، دار الفكر ، بيروت ، لبنان.

[۲] مشكاة المصابيح ، باب الإنفاق وكراهية الامساك ، ص ١٦٤، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

[۳] المعجم الكبير للطبراني ، رقم الحديث ١٣٥٠٨، المكتبة الشاملة.

مِيتَةَ السُّوءِ ، وَ يَدْفَعُ اللهُ بِهَا الْمَكْرُوهَ وَالْمَحْذُورَ ".[۱]

ترجمہ: بے شک صدقہ اور صلہ رحمی کی برکت سے اللہ تعالیٰ عمر میں اضافہ فرماتا ہے، بری موت کو دفع کرتا ہے اور ناپسندیدہ امور اور اندیشے سے محفوظ رکھتا ہے۔

صدقہ کرنے کے چھ فوائد:

✪ شیخ عبدالرحمٰن صفوری شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "نزهة المجالس ومنتخب النفائس "میں لکھتے ہیں:

وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَلَيْكَ بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ فِيْهَا سِتَّ خِصَالٍ ثَلَاثاً فِي الدُّنْيَا ، ثَلَاثاً فِي الْآخِرَةِ ، فَأَمَّا الَّتِيْ فِي الدُّنْيَا فَتَزِيْدُ فِي الرِّزْقِ وَتَزِيْدُ فِي الْمَالِ وَتَعْمُرُ الدِّيَارَ، وَأَمَّا الَّتِيْ فِي الْآخِرَةِ فَتَسْتُرُ الْعَوْرَةَ وَتَصِيْرُ ظِلّاً فَوْقَ الرَّأْسِ وَسِتْراً مِنَ النَّارِ ".[۲]

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ وخیرات کرنا اپنے او پر لازم کرلو؛ کیوں کہ اس سے چھ فائدے حاصل ہوتے ہیں، تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔
دنیاوی فوائد یہ ہیں کہ اس سے رزق میں فراخی آتی ہے، مال میں اضافہ ہوتا ہے اور گھر آباد ہوتے ہیں۔اور اخروی فوائد یہ ہیں کہ وہ بروز قیامت ستر پوشی کرے گا، سر پر سایہ فگن ہوگا اور جہنم سے بچائے گا۔

صدقہ غضبِ الٰہی کو ختم کر دیتا ہے:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ عَنْهُ مِيتَةَ السُّوءِ".[۳]

---

[۱] مسند أبو يعلى، ج۳، ص ۳۹۸، رقم الحديث ٤٠٩٠، مسند أنس بن مالك ، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

[۲] نزهة المجالس ومنتخب النفائس ، باب فى فضل الصدقة وفعل المعروف ، ج۱، ص ۲۲٥، دارالفكر ، بيروت ، لبنان.

[۳] جامع الترمذى ، باب ما جاء فى فضل الصدقة ، ج۱،ص ٨٤ ، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

ترجمہ: بے شک صدقہ رَب تبارک وتعالیٰ کے غضب کوختم کر دیتا ہے اوراس سے بری موت کودفع کرتا ہے۔

صدقہ جہنم سے بچاتا ہے:

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ".[۱]

ترجمہ: جہنم سے بچو اگر چہ آدھا چھوہارہ دے کر۔

صدقہ بلائیں دفع کرتا ہے:

✪ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"الصَّدَقَةُ تَمْنَعُ سَبْعِينَ نَوْعاً مِنْ أَنْوَاعِ الْبَلاَءِ ،أَهْوَنُهَا الجُذَامُ وَالْبَرَصُ ".[۲]

ترجمہ: صدقہ ستر قسم کی بلائیں روکتا ہے،ان میں سب سے ہلکی بلا کوڑھ اور سفید داغ ہے۔

✪ حضرت ابودرداء سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِيْ جَسَدِهِ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهِ خَطِيئَةً".[۳]

ترجمہ: جس مسلمان کوکوئی جسمانی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے۔

اہلِ خانہ کوکھلانا بھی صدقہ ہے:

حضرت مقدام ابن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار علیہ

---

[۱] مسند البزار،رقم الحديث ۸۲ ، ج۱، ص ۱٦۰ ، مكتبة العلوم والحكم ، المدينة المنورة.

[۲] كنزالعمال فى سنن الأقوال والأعمال ، رقم الحديث ۱٤۰۲، كتاب الزكاة ، الباب الثانى فى السخاء والصدقة ، ج٦، ص ۱۸۱، مجلس دائرة المعارف العثمانية ، حيدرآباد ، دكن.

[۳] السنن الكبرىٰ للبيهقى، باب ما جاء فى الترغيب فى العفو، دارالفكر ، بيروت ، لبنان.

الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"مَا أَطْعَمْتَ زَوْجَتَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَمَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ".[۱]

ترجمہ: جو کچھ تو اپنی بیوی کو کھلائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے، اور جو کچھ تو اپنے بچوں کو کھلائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے، اور جو کچھ تو اپنے غلام کو کھلائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے، اور جو کچھ تو خود کھائے وہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے۔

تین قسم کا مال آدمی کا اپنا مال ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يَقُولُ الْعَبْدُ : مَالِيْ ، مَالِيْ. إِنَّ مَالَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنَى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى ،وَمَا سِوَى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ".[۲]

ترجمہ: بندہ کہتا ہے: یہ میرا مال ہے، یہ میرا مال ہے، بے شک اس کے مال سے اپنا مال تین ہی قسم کا ہے:

۱۔ جو کھا کر فنا کر دیا۔ ۲۔ یا پہن کر پُرانا کر دیا۔ ۳۔ یا صدقہ کر کے آخرت کے لیے جمع کر دیا۔ اور جو مال ان تینوں قسموں کے علاوہ ہے اسے بندہ دوسرے لوگوں کے لیے چھوڑ کر چلا جائے گا۔

ایک راہب کا حیرت انگیز واقعہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"تَعَبَّدَ عَابِدٌ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيلَ ، فَعَبَدَ اللهَ فِيْ صَوْمَعَتِهِ سِتِّينَ عَامًا ،

---

[۱] جامع الأحاديث للسيوطی ، رقم الحديث ۱۸٤٤۱، حرف الميم ، ج٥، ص ۲۳۸، دارالفكر ، بيروت ، لبنان.

[۲] الصحيح لمسلم ، كتاب الزهد ، ج۲ ، ص ٤۰۷، مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور.

فَأَمْطَرَتِ الأَرْضُ فَاخْضَرَّتْ ، فَأَشْرَفَ الرَّاهِبُ مِنْ صَوْمَعَتِهِ ، فقَالَ:لَوْ نَزَلْتُ فَذَكَرْتُ اللهَ ، لَأَزْدَدْتُ خَيْرًا ، فَنَزَلَ وَمَعَهُ رَغِيفٌ أَوْ رَغِيفَانِ ، فَبَيْنَمَا هُوَ فِيْ الأَرْضِ لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ ، فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهَا وَتُكَلِّمُهُ حَتَّى غَشِيَهَا ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ ، فَنَزَلَ الْغَدِيرَ يَسْتَحِمُّ فَجَاءَهُ سَائِلٌ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَأْخُذَ الرَّغِيفَيْنِ أَوِ الرَّغِيفَ ، ثُمَّ مَاتَ فَوُزِنَتْ عِبَادَةُ سِتِّينَ سَنَةً بِتِلْكَ الزَّنْيَةِ فَرَجَحَتِ الزَّنْيَةُ بِحَسَنَاتِهِ ، ثُمَّ وُضِعَ الرَّغِيفُ أَوِ الرَّغِيفَانِ مَعَ حَسَنَاتِهِ فَرَجَحَتْ حَسَنَاتُهُ فَغُفِرَ لَهُ".[۱]

ترجمہ: بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار راہب تھا، اس نے ساٹھ سال تک اپنے عبادت خانے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، پھر ایک روز زمین پر بارش ہوئی جس سے زمین سرسبز ہوگئی۔ راہب نے اپنی عبادت گاہ سے جھانکا تو اس نے سوچا کہ اگر میں نیچے اتر کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جاؤں تو اس طرح اپنی نیکیوں میں اضافہ کرلوں گا۔ چنانچہ وہ نیچے اُترا، اس کے پاس ایک یا دو روٹیاں تھیں، اسی دوران اُسے ایک عورت ملی، دونوں میں باتیں شروع ہوئیں حتی کہ اس نے اس عورت سے زنا کرلیا۔ پھر اُس پر غشی طاری ہوگئی، افاقہ ہونے پر غسل کرنے کے لیے ایک تالاب میں اُترا تو ایک سائل آ گیا، اس نے اشارہ کیا کہ وہ اس کی روٹیاں لے جائے، پھر وہ راہب مر گیا، تو اس کی ساٹھ سالہ عبادت کا اس زنا سے موازنہ کیا گیا تو وہ زنا اس کی نیکیوں پر غالب ہوگیا، پھر اس کی نیکیوں کے پلڑے میں وہ ایک یا دو روٹیاں (جو اس نے سائل کو صدقہ کی تھیں) رکھی گئیں تو اس کی نیکیاں غالب آ گئیں اور اس کی مغفرت فرما دی گئی۔

ایک مجاور کا واقعہ:

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ کے ایک مجاور کا بیان ہے کہ میرے پاس کچھ درہم تھے جو میں نے راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لیے رکھے تھے، ایک دن میں نے ایک فقیر کو سنا جو طواف سے فارغ ہو چکا تھا اور آہستہ آواز سے کہہ رہا تھا: میں

[۱] صحیح ابن حبان ، ج۲، ص ۱۰۲ ، رقم الحدیث ۳۷۸، المکتبة الشاملة.

بھوکا ہوں جیسا کہ تو جانتا ہے، میں ننگا ہوں جیسا کہ تو دیکھتا ہے، اے وہ جو دیکھتا ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا۔

وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا تو اس پر دو پرانے کپڑے تھے جو اس کے جسم کو ڈھانپ نہیں پا رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا کہ میرے درہموں کا اس سے بہتر مصرف نہیں ہے چنانچہ میں نے وہ دراہم اسے دے دیے۔

اس نے ان میں سے پانچ دراہم لے لیے اور کہنے لگا: چار درہموں کی دو چادریں آئیں گی اور ایک درہم میں تین دن خرچ کروں گا، اس کے علاوہ کی مجھے حاجت نہیں ہے چنانچہ اس نے باقی درہم واپس کر دیے۔

راوی کا بیان ہے کہ دوسری رات میں نے اسے دیکھا کہ اس کے اوپر دو نئی چادریں ہیں، تو میرے دل میں کچھ وسوسہ پیدا ہوا، اس نے میری طرف دیکھ کر میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ سات بار طواف کرایا۔ ہر پھیرے میں ایک نئی قسم کا جوہر زمین کی کانوں میں سے ہمارے پاؤں کے نیچے ٹخنوں تک ہو جاتا۔ ان میں سونا، چاندی، یاقوت، موتی اور جواہر وغیرہ تھے، لیکن لوگوں کو نظر نہیں آتا تھا۔

اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ مجھے دیا ہے، لیکن میں نے ان سے بے رغبتی اختیار کی ہے اور میں لوگوں کے ہاتھوں سے لیتا ہوں؛ کیوں کہ یہ سب کچھ بوجھ اور فتنہ ہے، اور اس لینے میں لوگوں کے لیے رحمت اور نعمت ہے۔

اس بات کا مقصد یہ ہے کہ حاجت سے زیادہ جو کچھ تمھارے پاس آتا ہے وہ آزمائش اور فتنے کے طور پر آتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ آزمائے کہ تم اس میں کیسا عمل کرتے ہو، اور حاجت کے مطابق تمھارے پاس نرمی اور آسانی کے طور پر آتا ہے، پس تجھے آسانی اور آزمائش میں فرق سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ [۱]

---

[۱] قرآن کریم، الکہف: ۱۸، آیت: ۷.

ترجمہ: بے شک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انھیں آزمائیں ان میں سے کس کے کام بہتر ہیں۔[۱]

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا حَقَّ لِابْنِ آدَمَ إِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ: طَعَامٍ يُقِيْمُ صُلْبَهُ وَثَوْبٍ يُوَارِيْ عَوْرَتَهُ وَ بَيتٍ يُسْكِنُهُ ، فَمَا زَادَ فَهُوَ حِسَابٌ. أخرجه الترمذی .

ترجمہ: انسان کا حق صرف تین چیزوں میں ہے: کھانا جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھے، اور لباس جو اس کے ستر کے کام آئے، اور گھر جو اسے پناہ دے۔ تو جو کچھ اس سے زائد ہے اس کا حساب ہوگا۔

پس جو کچھ تم ان تین چیزوں میں سے حاجت کے مطابق لوگے، اس پر تمھیں ثواب ہوگا اور جو اس سے زائد لوگے اس کی دو صورتیں ہیں، اگر تم نے اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی تو وہ حساب کے لیے پیش ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے مال حاصل کیا ہے تو تمھیں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔[۲]

گوشت پتھر ہو گیا:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام سے مروی ہے:

"أَهْدِيَ لِأُمّ سَلَمَةَ بِضْعَةٌ مِنْ لَحْم ،وَكَانَ النَّبِيُّ يُعْجِبُهُ اللَّحْمُ، فَقَالَتْ لِلْخَادِمِ: ضَعِيْهِ فِي الْبَيْتِ، لَعَلَّ النَّبِيَّ يَدْخُلُ فَيَأْكُلُهُ، فَوَضَعَتْهُ فِيْ كُوَّةٍ فِي الْبَيْتِ ، وَجَاءَ سَائِلٌ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ: تَصَدَّقُوْا ، بَارَكَ اللهُ فِيْكُمْ. فَقَالُوْا لَهُ: بَارَكَ اللهُ فِيْكَ. فَذَهَبَ السَّائِلُ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ فَقَالَ:يَا أَمَّ سَلَمَةَ!عِنْدَكُمْ شَيْءٌ أَطْعَمُهُ ؟ قَالَتْ: نَعَمْ ، قَالَتْ لِلْخَادِمِ: اذْهَبِيْ فَأْتِيْ رَسُوْلَ اللهِ بِذٰلِكَ اللَّحْمِ، فَذَهَبَتْ ، فَلَمْ تَجِدْ فِي الْكُوَّةِ إِلَّا قِطْعَةَ مَرْوَةٍ ،

[۱] کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ، مجلس برکات ، جامعہ اشرفیہ ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

[۲] إحياء علوم الدين ، بيان آداب الفقير فی قبول العطاءإذا جاءه بغير سوال ، ج٤، ص ٢٥٧ ، ٢٥٨، دار صادر ، بيروت ، لبنان.

فَقَالَ النَّبِيُّ: أَتَاكُمُ الْيَوْمَ السَّائِلُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقُلْنَا لَهُ: بَارَكَ اللهُ فِيْكَ. قَالَ النَّبِيُّ: فَإِنَّ ذٰلِكَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْوَةً لِمَا لَمْ تُطْعِمُوْهُ السَّائِلَ ".[۱]

ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کچھ گوشت ہدیہ میں آیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشت پسند تھا۔ انھوں نے خادمہ سے کہا: اسے گھر میں رکھ دو، شاید حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تناول فرمائیں، اُس نے طاق میں رکھ دیا۔ ایک سائل آ کر دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا: صدقہ کرو، اللہ تعالیٰ تمھیں برکت دے۔ اہلِ خانہ نے کہا: اللہ (عزوجل) تمھیں برکت دے۔ سائل چلا گیا۔

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے اور فرمایا: تمھارے یہاں کچھ کھانے کی چیز ہے؟

اُم المومنین نے عرض کیا: ہاں! اور خادمہ سے فرمایا: جا، وہ گوشت لے آ۔ وہ گئی تو طاق میں صرف پتھر کا ایک ٹکڑا پایا۔

حضور اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کیا آج تمھارے یہاں سائل (مانگنے والا) آیا تھا؟

انھوں نے عرض کیا: ہاں! آیا تھا، اور ہم نے اس سے کہا: اللہ تمھیں برکت دے۔

سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: چوں کہ تم نے سائل کو وہ گوشت نہیں دیا؛ اس لیے وہ پتھر ہو گیا۔

---

[۱] دلائل النبوة للبيهقى ،باب ماجاء فى اللحم الذى صار حجرا وإخبار النبى عن سببه ، ج٦، ص ٣٠٠، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان.

خاتمۃ الکتاب

صدقہ وخیرات کرنے کے بعض واقعات

دودھ اور شہد دینے والی بکری:

حضرت شیخ ابو الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بتایا کہ فلاں شہر میں ایک ولیہ خاتون رہتی ہیں جن سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے۔ دور دراز سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں، ان کا نام ''فضہ'' ہے۔

حضرت شیخ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ کبھی کسی عورت کی زیارت کو نہ جاتے، مگر ان ولیہ کی شہرت اتنی سنی کہ آمادۂ سفر ہو گئے۔

مشہور تھا کہ ان ولیہ کے پاس ایک بکری ہے جس کے تھن سے دودھ بھی نکلتا ہے اور شہد بھی۔ شیخ نے نیا پیالہ خریدا، ولیہ خاتون کے پاس تشریف لے گئے، سلام وتحیت کے بعد گزارش کی کہ میں آپ کی بکری کے دودھ اور شہد سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔

خاتون ولیہ نے بکری حاضر کردی، آپ نے دوہا تو واقعی دودھ اور شہد نکلا۔ آپ نے پوچھا: یہ بکری آپ کو کہاں سے ملی؟ اس کا واقعہ بتائیں۔ ولیہ خاتون نے بیان کیا:

ہم نادار اور غریب لوگ تھے، ہمارے پاس ایک بکری تھی، میرے شوہر ایک صالح انسان تھے۔ عید اضحیٰ کا موقع آیا تو میرے خاوند نے کہا: چلو! ہم لوگ اس بکری کی قربانی کریں۔ میں نے کہا: دیکھیے! ہم لوگ تو خود غریب ہیں، قربانی ہم پر فرض نہیں، اگر ہم لوگ قربانی نہ بھی کریں تو مواخذہ نہیں، رب تعالیٰ کو ہمارے حال کا علم ہے کہ ہم لوگ اس بکری کے زیادہ محتاج ہیں۔

میرے خاوند نے میری بات مان لی، اور قربانی نہیں کی۔ اس کے بعد اسی روز ہمارے گھر ایک مہمان آیا، میں نے خاوند کی خدمت میں عرض کیا: پروردگار نے ہم لوگوں کو مہمان کی خاطر ومدارات کا حکم فرمایا ہے؛ اس لیے اب بکری ذبح کرنی چاہیے۔

اپنے بچوں کو ذبح کے منظر سے بچانے کے لیے انھیں لے کر میں گھر میں رہی، اور

خاوند گھر کے باہر بکری ذبح کرنے لگے، کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک بکری دیوار پر کودی اور ہمارے گھر کے اندر آ گئی، میں نے خیال کیا کہ شاید بکری قابو سے نکل گئی اور بھاگ کر دیوار پر چڑھ گئی۔ میں نے دیوار کے پیچھے شوہر کو دیکھا تو وہ بکری ذبح کر کے اس کی کھال اتار رہے تھے۔

میں نے اپنے شوہر سے دوسری بکری کا حال بتایا۔ انھوں نے کہا: کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے اچھی بکری عنایت فرمائی ہو۔ اور واقعتاً ایسا ہی ہوا، وہ بکری دودھ دیتی تھی، اور یہ بکری دودھ کے ساتھ شہد بھی دیتی ہے۔ رب تعالیٰ نے ہمیں مہمان کی ضیافت کا یہ اجر عطا فرمایا۔

حضرت شیخ ابو الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: اس ولیہ خاتون نے اپنے اہلِ عقیدت کو مخاطب کر کے کہا:

”میرے فرزندو! یہ ہماری بکری تمھارے قلوب میں چرتی ہے، اگر تمھارے دل پاکیزہ ہوں گے تو اس کا دودھ بھی عمدہ ہوگا اور اگر قلوب میں تغیر ہوگا تو دودھ بھی خراب ہو جائے گا؛ اس لیے تمھیں اپنے قلوب کو پاکیزہ رکھنا چاہیے“۔[۱]

خیرات کی برکت سے بیٹا مل گیا:

ایک شخص گھر میں بھوسا بھر رہا تھا اور لڑکے کھیل رہے تھے، اچانک ایک لڑکا چھت میں بنائے گئے راستے سے اس گھر میں گرا اور بھوسے میں دب گیا، کسی کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی، اس شخص نے باقی بھوسا بھرنے کے بعد وہ راستہ بند کر دیا۔

ادھر لڑکے کی تلاش و جستجو ہوئی، جب وہ نہیں ملا تو اس کی ماں نے سمجھا کہ میرا بیٹا کہیں فوت ہو چکا ہے اور اس کے ایصال ثواب کے لیے روزانہ ایک ایک روٹی خیرات کرنے لگی۔

جب ٹھنڈک کا موسم شروع ہوا تو اس شخص نے بھوسے والے گھر کا دروازہ کھولا اور

[۱] بزم اولیاء ترجمہ روض الریاحین فی حکایات الصالحین ، ص ۱٦٦، ۱٦۷، المجمع الإسلامی ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

اپنے جانوروں کو کھلانے کے لیے تھوڑا تھوڑا بھوسا نکالنے لگا، یہاں تک کہ سارا بھوسا ختم ہو گیا اور وہ دبا ہوا لڑکا ایک روٹی ہاتھ میں لیے ہوئے باہر نکل آیا۔

اسے اس کی ماں کے پاس پہنچایا گیا، اس نے اپنے بیٹے سے اس کا حال پوچھا تو اس لڑکے نے کہا:

امی جان! جب رات ہوتی تھی تو ایک شخص میرے پاس ایک روٹی لایا کرتا تھا جسے میں کھا لیتا تھا اور جب تک میں بیدار رہتا وہ شخص میرے پاس بیٹھا مجھ سے باتیں کرتا اور میرا دل بہلاتا رہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک روٹی خیرات کرنے کی برکت سے اس عورت کو اس کا گم شدہ بیٹا دوبارہ عطا فرما دیا۔[۱]

صدقہ نے بیٹے کی حفاظت کی:

ایک عورت نے ایک روٹی سائل کو صدقہ کی، اور اپنے شوہر کا کھانا لے کر کھیت پر جا رہی تھی، اس کے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔ ایک باغ سے گزرتے وقت اس کے بچے کو ایک درندے نے لقمہ بنا لیا۔ عورت بہت پریشان ہو گئی، ناگہاں ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس نے بھیڑیے کے منہ پر زور کا طمانچہ رسید کیا اور اس نے اپنے منہ سے بچے کو چھوڑ دیا۔ غیب سے آواز آئی: اپنے بچے کو لے جا، ہم نے تجھے لقمے کے بدلے لقمہ عطا کیا، وہ روٹیوں کا لقمہ تھا اور یہ بھیڑیے کا لقمہ۔[۲]

صدقۂ عاشورا کی برکت:

ملکِ رَے میں ایک مال دار قاضی رہتا تھا۔ عاشورا کے روز اس کے پاس ایک فقیر آیا اور کہا: میں ایک مسکین اور عیال دار انسان ہوں، آپ کو آج کے مقدس دن کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، میرے لیے دس سیر روٹی، پانچ سیر گوشت اور دَس درہم کا انتظام

---

[۱] نزهة المجالس ومنتخب النفائس ، باب فى فضل الصدقة وفعل المعروف خصوصا مع القريب والجار والغريب ، ج۱، ص ۲۳۱، دارالفكر ، بيروت ، لبنان.

[۲] بزم اولياء ترجمه روض الرياحين فى حكايات الصالحين ، ص ٤٧٩ ،٤٨٠، المجمع الإسلامى ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

کردیں، اللہ تعالیٰ آپ کی عزت واقبال میں اضافہ فرمائے۔

قاضی صاحب نے کہا: جاؤ، ظہر بعد آنا۔ فقیر ظہر بعد آیا، تو کہا: عصر بعد آنا۔ وہ عصر بعد پہنچا تو کچھ نہیں دیا اور خالی ہاتھ لوٹا دیا۔

فقیر شکستہ خاطر ہوکر واپس جا رہا تھا، راستے میں ایک نصرانی کا مکان ملا، اور نصرانی اپنے دروازے ہی پر بیٹھا تھا۔ فقیر نے اس سے کہا: آج کے دن کی برکت سے مجھے کچھ صدقہ کر۔

نصرانی نے پوچھا: آخر آج کون سا دن ہے؟ فقیر نے نصرانی کو عاشورا کے کچھ فضائل بتائے۔ اس نے سن کر کہا: تم نے تو بہت عظیم دن کا واسطہ دیا، بتا تیری ضرورت کیا ہے؟

فقیر نے اس کے سامنے بھی روٹی، گوشت اور درہم کا سوال کیا۔ نصرانی نے فقیر کے لیے دَس بورا گیہوں، سو سیر گوشت اور بیس درہم مہیا کردیے۔ اور کہا: یہ تیرے اور تیرے اہل و عیال کے لیے تیری زندگی بھر اس دن کی فضیلت وحرمت کے صدقے ہر مہینے میں مقرر ہے۔

رات کو قاضی صاحب نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: نگاہ بلند کرو۔ دیکھا تو ایک عالی شان محل چاندی اور سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا نظر آیا اور ایک محل خالص سرخ یاقوت کا تھا، ایسا صاف اور خوب صورت کہ اندر سے باہر کی چیزیں، اور باہر سے اندر کی چیزیں نظر آتی تھیں۔

قاضی نے اس محل کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا: یہ دونوں محل تمھارے لیے تھے، اگر تم فقیر کی ضرورت پوری کردیتے، مگر چوں کہ تم نے اسے رَد کردیا؛ اس لیے اب یہ دونوں محل فلاں نصرانی کے لیے ہیں۔

قاضی صاحب بیدار ہوئے تو بہت پریشان تھے، صبح ہوئی تو نصرانی کے پاس گئے اور اس سے دریافت کیا کہ کل تم نے کون سی نیکی کی ہے؟

اس نے پوچھا: آپ کو کیسے علم ہوا؟ قاضی صاحب نے اسے اپنے خواب کا حال بتایا اور پیش کش کی کہ مجھ سے ایک لاکھ درہم لے لو اور کل کی نیکی مجھے فروخت کردو۔

نصرانی نے کہا: میں روے زمین کی ساری دولت لے کر بھی اسے فروخت نہیں کروں گا۔ اس کرم کرنے والے پروردگار کے ساتھ معاملہ بہت خوب ہے۔ یقیناً دینِ

اسلام ہی حق ہے۔اَشْھَدُ أن لَّآإِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ أَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداًرَّسُوْ لُ الله .[۱]

خیرات کی برکت سے جان بچ گئی:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک دھوبی تھا جو لوگوں کے کپڑے آپس میں تبدیل کر دیتا، لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے متعلق بتایا تو آپ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! اسے ہلاک فرمادے۔

ایک روز وہ دھوبی اپنے معمول کے مطابق نکلا، اس کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ ایک سائل آیا تو اس نے ایک روٹی اُسے دے دی، سائل نے دعا دی: اللہ تعالیٰ تجھ سے آفاتِ سماویہ کا شر دور فرمائے۔

دھوبی نے اس دعا سے متأثر ہو کر اسے ایک اور روٹی دے دی، اس پر سائل نے دعا دی: اللہ تعالیٰ تجھے جملہ آفتوں سے محفوظ رکھے۔تو اُس نے تیسری روٹی بھی دے دی، اس پر دعا دی: اللہ عزوجل تجھے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی دوران ایک بہت بڑا سانپ اس کے کپڑوں کی گٹھری میں داخل ہو چکا تھا۔ جب دھوبی نے کپڑے لینے کا ارادہ کیا تو اس سانپ نے اسے ڈسنا چاہا، ایک فرشتے نے اسی وقت اس سانپ کو لوہے کی لگام ڈال دی اور دھوبی سلامتی کے ساتھ واپس آ گیا۔

لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: یا روح اللہ! وہ دھوبی تو صحیح سلامت واپس آ گیا۔آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: تو نے کون سی بھلائی کی ہے؟

اُس نے عرض کیا: میں نے تین روٹیاں صدقہ کی ہیں۔پھر آپ نے اس سانپ سے پوچھا: تو نے اسے قتل کیوں نہ کیا؟ سانپ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی اور مجھے اسے ہلاک کرنے کے لیے بھیجا، مگر جب اس دھوبی نے سائل کو صدقہ دیا تو ایک فرشتے نے آ کر مجھے لوہے کی لگام ڈال دی۔لوگ اس بات سے بہت متعجب ہوئے اور دھوبی نے توبہ کر لی۔[۲]

---

[۱] بزم اولیاء ترجمه روض الرياحين فى حكايات الصالحين ، ص ٤٨١ ، ٤٨٢.، المجمع الإسلامى ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

[۲] نزهة المجالس ومنتخب النفائس ، باب فى فضل الصدقة وفعل المعروف خصوصا مع القريب والجار والغريب ، ج١،ص ٢٩٩، دارالفكر ، بيروت ، لبنان.

روٹی کے ساتھ سالن بھی بھیج دیا:

حضرت سیدنا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے دروازے پر ایک سائل نے صدا لگائی۔ آپ کی زوجۂ محترمہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا گندھا ہوا آٹا رکھ کر پڑوس سے آگ لینے گئی تھیں؛ تا کہ روٹی پکائیں۔ آپ نے وہی آٹا اٹھا کر سائل کو دے دیا۔ جب وہ آگ لے کر آئیں تو آٹا ندارد (یعنی غائب)۔

آپ نے فرمایا: اسے روٹی پکانے کے لیے لے گئے ہیں۔ بہت پوچھا تو آپ نے خیرات کر دینے کا واقعہ بتا دیا۔

وہ بولیں سبحان اللہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے، مگر ہمیں بھی تو کچھ کھانے کے لیے درکار ہے، اتنے میں ایک شخص ایک بڑی لگن میں بھر کر گوشت اور روٹی لے آیا۔

آپ نے فرمایا: دیکھو تمھیں کس قدر جلد لوٹا دیا گیا، گویا روٹی بھی پکا دی اور گوشت کا سالن مزید بھیج دیا۔[۱]

ایک درہم کا بدلہ:

بنی اسرائیل میں سے ایک شخص اور اس کے گھر والوں نے تین دن تک کھانے کے لیے کچھ نہ پایا، پھر اس کی بیوی نے اسے ایک درہم دیا تا کہ وہ اس سے کھانا خریدے، جب وہ باہر نکلا تو اس نے ایک شخص کو دوسرے سے اپنے درہم کا مطالبہ کرتے ہوئے پایا۔ اس نے اپنا درہم اس کو دے دیا اور آ کر اپنی بیوی کو بتایا تو اس نے کہا: آپ نے اچھا کیا۔

پھر اس نے اپنے شوہر کو اُون کاتنے کا تکلا دیا تو اسے شوہر نے بیچا اور اس سے ایک مچھلی خریدی جس میں سے ایک موتی نکلا۔ اس نے وہ موتی کثیر مال کے بدلے بیچا، پھر ایک روز اس کے پاس ایک سائل آیا تو اس شخص نے کہا: یہ لو، میرا آدھا مال لے لو۔ تو اس سائل نے کہا: تمھیں مبارک ہو، تم اپنا مال اپنے پاس ہی رکھو۔ میں تو ایک فرشتہ ہوں تمھارے لیے اللہ تعالٰی نے اُس ایک درہم کے ہر قیراط کے بدلے سو قیراط مقرر فرمائے ہیں اور

[۱] بزم اولیاء ترجمہ روض الر یاحین فی حکایات الصالحین ، ص ٤٨٣ ، المجمع الإسلامی، مبارك پور ، اعظم گڑھ.

تمھاری یہ دولت ان میں سے ایک ہی قیراط ہے جو تمھیں دنیا میں ملی ہے۔[۱]

ایک کے عوض دَس:

اپنے دور کے ابدال حضرت ابوجعفر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے دروازے پر ایک سائل نے صدا لگائی، میں نے اپنی بیوی سے پوچھا: تمھارے پاس کچھ ہے؟ جواب ملا: چار انڈے ہیں۔ میں نے کہا: منگتا کو دے دو۔ اس نے تعمیل کی۔ جب سائل انڈے پا کر چلا گیا تو میرے پاس ایک دوست نے انڈوں سے بھری ٹوکری بھیجی۔ میں نے بیوی سے پوچھا: اس میں کل کتنے انڈے ہیں؟ اس نے کہا: تیس انڈے۔ میں نے کہا: تم نے تو فقیر کو چار انڈے دیے تھے، یہ کس حساب سے آیا؟ بیوی نے کہا: تیس انڈے سالم ہیں اور دس انڈے ٹوٹے ہوئے ہیں۔

بعض حضرات اس حکایت سے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ سائل کو جو انڈے دیئے گئے تھے، ان میں تین سالم تھے اور ایک پھوٹا ہوا تھا۔ رب تعالیٰ نے ہر ایک کے بدلے دس عطا فرمائے، سالم کے عوض سالم، اور شکستہ کے بدلے شکستہ۔ [۲]

دینار کی چار تھیلیاں:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر ایک شخص کو دیکھا جو اس طرح دعا کر رہا تھا:

"أَللّٰھُمَّ! بِحُرْمَةِ ھٰذِہِ التُّرْبَةِ وَبِحَقِّ سُوْرَةِ الْإِخْلَاصِ ارْزُقْنِيْ أَرْبَعَةَ آلَافِ دِرْھَمٍ". "الٰہی! مجھے اس روضۂ اقدس اور سورۂ اخلاص کے وسیلے سے چار ہزار درہم عنایت فرما" ——— میں نے اس سے کہا: دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس روضۂ اقدس کا واسطہ دیتا ہے؟

اس نے کہا: ایک ہزار قرض اتارنے کے لیے، ایک ہزار نکاح کے لیے اور ایک

---

[۱] نزهة المجالس ومنتخب النفائس، باب فی فضل الصدقة وفعل المعروف خصوصا مع القريب والجار والغريب، ج۱، ص ۲۳۵، دارالفكر، بيروت، لبنان.

[۲] بزم اولیاء ترجمہ روض الریاحین فی حکایات الصالحین، ص ۴۷۹، المجمع الإسلامی، مبارك پور، اعظم گڑھ.

ہزار اخراجات کے لیے مانگ رہوں اور ایک ہزار اس لیے مانگ رہا ہوں تا کہ راہِ خدا میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑا خریدوں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چار ہزار دراہم عطا فرمایا، پھر مسجد میں داخل ہوئے تو آپ کو وہاں چار تھیلیاں ملیں، ہر تھیلی میں چار ہزار دینار تھے اور ان پر لکھا ہوا تھا" وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾ "

[ترجمہ] اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔

اور ایک رقعہ پایا جس میں لکھا ہوا تھا "یَا أَبَاأَیُّوبَ! هٰذَاخَلَفُ نَفَقَتِكَ وَ ثَوَابُكَ بَاقٍ فِي الْآخِرَةِ "۔اے ابو ایوب! یہ تمھارے خرچ (صدقہ وخیرات) کا بدلہ ہے دنیا میں، اور تمھارا اجر وثواب باقی ہے جو آخرت میں پاؤ گے۔[۱]

دو روٹی خیرات کرنے کی برکت:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کی بات ہے کہ ایک شخص کے گھر میں لگے درخت پر قمری نے اپنا گھونسلہ بنا رکھا تھا اور یہ شخص اس کے چوزے پکڑ لیا کرتا تھا۔

قمری نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے اس کی شکایت کی تو آپ نے اس شخص کو ایسا کرنے سے منع کیا۔اس نے کہا: ٹھیک ہے، اب ایسا نہیں کروں گا۔لیکن بعد میں اس نے پھر وہی حرکت کی۔

اس طرح چار مرتبہ ہو چکا، جب آپ منع کرتے، تو وہ کہتا: اب ایسا نہیں کروں گا، لیکن بعد میں پھر وہی حرکت کرتا۔ پانچویں مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے بلایا اور قسم دلائی کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا، لیکن پھر بھی وہ باز نہیں آیا تو آپ نے قمری کے بچوں کی حفاظت کے لیے دو شیطانوں کو مقرر کر دیا۔

اس بار جب قمری کے انڈوں سے بچے نکلے تو وہ حسب معمول بچوں کو پکڑنے کے

---

[۱] نزهة المجالس ومنتخب النفائس ، باب فى فضل الصدقة وفعل المعروف خصوصا مع القريب والجار والغريب ، ج۱، ص ۲۲۷، دارالفكر ، بيروت ، لبنان.

لیے درخت پر چڑھنے لگا کہ اتنے میں ایک سائل دروازے پر آ گیا اور اس شخص نے اسے دو روٹیاں خیرات کر دیں۔اس بھکاری نے روٹیاں پا کر اس طرح دعا کیا:
"دَفَعَ اللّٰهُ عَنْكَ شَرَّ الْبَلَاءِ وَسُوْءَ الْقَضَاءِ" اللہ جل شانہٗ تمھیں مصائب وآلام اور بری موت سے بچائے۔
اس کے بعد وہ شخص درخت پر چڑھ گیا اور بچوں کو پکڑ لیا۔قمری پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اس نے ہمارے بچوں کو پھر پکڑ لیا۔
یہ سن کر آپ نے ان دونوں شیطانوں کو طلب کیا تو وہ وہاں سے غائب تھے، عرصۂ دراز کے بعد وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! جب وہ شخص بچوں کو پکڑنا چاہ رہا تھا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیج دیا تھا جس نے ہمیں مشرق میں اور ہمارے ساتھی کو مغرب میں پھینک دیا، اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ اس نے درخت پر چڑھنے سے پہلے ایک فقیر کو دو روٹیاں خیرات کر دی تھیں۔
حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: دیکھو! اللہ تعالیٰ نے دو روٹی خیرات کرنے کی برکت سے کتنی بڑی مصیبت تم سے دور فرما دی۔ یہ سن کر اس نے سچی توبہ کر لی اور نیک وصالح بن گیا۔[۱]

صدقے کی برکت سے بیڑا پار ہو گیا:

ایک شخص حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرا بیٹا سمندری سفر پر ہے، اس کے حق میں اللہ جل شانہٗ سے دعا فرمائیں تا کہ وہ بخیر وعافیت گھر واپس آ جائے۔
آپ نے فرمایا: اس کی جانب سے صدقہ وخیرات کرو۔ادھر باپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کی درخواست کر رہا تھا اور ادھر سمندر میں طوفان برپا تھا اور اس کے بیٹے کی کشتی غرق ہوا چاہتی تھی۔جب اس شخص نے اپنے بیٹے کی طرف سے صدقہ ادا کیا تو ایک آواز سنائی دی:

[۱] نزهة المجالس ومنتخب النفائس ، باب فی فضل الصدقة وفعل المعروف خصوصا مع القریب والجار والغریب ، ج۱، ص ۲۲۹، دارالفکر ، بیروت ، لبنان.

”اے کشتی والو! تمھارے لیے سلامتی ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارا صدقہ قبول فرما لیا ہے“۔ جب لڑکا بخیر وعافیت گھر پہنچا تو اس نے اپنے والد سے سارا واقعہ بیان کیا اور جو آواز سنی تھی اس کے بارے میں بھی بتایا۔[۱]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کی صدقہ کی برکت سے ان کا بیڑا پار ہوگیا۔

چار دراہم اور چار دعائیں:

ایک دن حضرت منصور بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے، درمیانِ وعظ سامعین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور چار دراہم مانگنے لگا۔

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو شخص اسے چار دراہم دے گا میں اس کے لیے چار دعائیں کروں گا۔

یہ سن کر ایک یہودی کا غلام کھڑا ہوا اور چار دراہم دیتے ہوئے کہا: آپ میرے لیے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں یہ چار دعائیں فرما دیں:

۱۔ میں غلام ہوں، مجھے آزادی مل جائے۔ ۲۔ میں فقیر ہوں، مجھے مال ودولت حاصل ہوجائے۔ ۳۔ میں گنہ گار ہوں، میری مغفرت ہوجائے۔ ۴۔ میرا مالک یہودی ہے، وہ مسلمان ہوجائے۔

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لیے یہ چار دعائیں کردیں۔

جب وہ غلام گھر گیا تو اس کے مالک نے پوچھا: تم نے گھر واپس آنے میں دیر کیوں کی؟

اس غلام نے کہا: میں حضرت منصور بن عمار کی مجلس میں ان کا وعظ سن رہا تھا اور چار دراہم صدقہ کر کے چار دعائیں حاصل کی ہیں۔

انھوں نے ایک دعا یہ کی ہے کہ میں آزاد ہوجاؤں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے، اب تم اللہ جل شانہٗ کی رضا کے لیے آزاد ہو۔

دوسری دعا یہ کی ہے کہ میری محتاجی دور ہو اور مجھے مال ودولت حاصل ہو۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے، میں تجھے چار ہزار دراہم دیتا ہوں۔

---

[۱] نزهة المجالس ومنتخب النفائس، باب فی فضل الصدقة وفعل المعروف خصوصا مع القریب والجار والغریب، ج۱، ص ۲۳٤، دارالفکر، بیروت، لبنان.

تیسری دعا یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی دولت عطا فرمائے۔ اس نے فوراً کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

چوتھی دعا یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ بخش دے۔ اس نے کہا: یہ میری قدرت واختیار سے باہر ہے۔

رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: جو کچھ تمھاری قدرت واختیار میں تھا وہ تم نے کر دیا اور جو ہماری قدرت میں ہے وہ میں نے کر دیا۔ سنو! میں نے تمھیں، اس غلام کو، واعظ کو اور تمام حاضرین کو بخشش دیا۔[۱]

تین روٹی خیرات کرنے کی برکت:

ایک شخص خوب صدقہ وخیرات کیا کرتا تھا، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو بھی صدقہ وخیرات کرنے کی وصیت کی اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد اس کی بیوی تجارت کی غرض سے اپنے بچوں کے ساتھ سفر کے لیے نکلی، اس کے پاس ایک سو بیس (۱۲۰) دینار تھے، وہ چاہتی تھی کہ تجارت کے ذریعہ اپنا مال بڑھائے۔

اس نیک خاتون نے اپنے بڑے لڑکے کی طرف سے ایک روٹی خیرات کی، پھر اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے ایک روٹی خیرات کی، بعد میں اپنی طرف سے بھی ایک روٹی خیرات کی۔

سفر جاری تھا کہ اچانک اس کے چھوٹے لڑکے کو ایک بھیڑیا اٹھا لے گیا، پھر وہ اپنے بڑے بیٹے کو لے کر ایک کشتی پر سوار ہوئی، اتفاق سے وہ کشتی ٹوٹ گئی اور اس کا بڑا لڑکا بھی اس سے بچھڑ گیا، وہ خاتون خود کسی طرح سے ایک تختہ کے سہارے ساحل تک پہنچی، پھر وہاں سے ایک آبادی میں گئی تو دیکھا کہ اس کا چھوٹا بیٹا ایک مرد کے ساتھ موجود ہے، وہ اس سے لپٹ گئی، معاملہ قاضی کے پاس پیش ہوا۔

---

[۱] نزهة المجالس ومنتخب النفائس ، باب فی فضل الصدقة وفعل المعروف خصوصا مع القريب والجار والغريب، ج۱، ص۲۲۷، دارالفكر ، بيروت ، لبنان.

خاتون نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے، اسے میرے پاس سے ایک بھیڑیا اٹھا لے گیا تھا؛ لہذا مجھے میرا بیٹا دلا یا جائے۔ اس مرد نے کہا: میں شکاری ہوں، میں نے اسے بھیڑیے سے چھڑایا ہے؛ اس لیے میں اس کا مالک ہوں۔

قاضی نے دونوں کی باتیں سننے کے بعد خاتون کے حق میں فیصلہ دیا اور اس طرح سے اس کا چھوٹا بیٹا اسے مل گیا۔

چند دنوں کے بعد اس کی نظر اپنے بڑے بیٹے پر پڑی جو ایک دوسرے مرد کے ساتھ موجود تھا۔ وہ اس سے بھی لپٹ گئی، معاملہ پھر قاضی پاس پہنچا۔ قاضی نے دونوں کی باتیں سننے کے بعد خاتون کے حق میں فیصلہ دیا اور اس طرح سے دوسرا بیٹا بھی اسے مل گیا۔

پھر اس نے دیکھا کہ ایک مچھلی فروخت ہو رہی ہے، تو اسے خرید لیا، گھر لا کر اسے کاٹا تو دیکھا کہ اس کے پیٹ میں دیناروں والی وہ تھیلی موجود ہے جو کشتی ٹوٹ جانے کی وجہ سے سمندر میں گر گئی تھی اور اس کے ساتھ ایک بڑا موتی بھی ہے۔ اس نے وہ موتی تیس ہزار درہم میں فروخت کیا۔[۱]

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ وخیرات کرنے سے رب تبارک وتعالیٰ راضی ہوتا ہے، مصائب وآلام سے نجات ملتی ہے اور جان ومال کی حفاظت ہوتی ہے۔

دعا ہے کہ رب کریم اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والتسلیم کے طفیل ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ہمیشہ صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے اور حسنِ نیت کے ساتھ زکات وصدقات کی ادائیگی اور دوسرے اعمال صالحہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه أجمعين .

****

[۱] نزهة المجالس ومنتخب النفائس ، باب فى فضل الصدقة وفعل المعروف خصوصا مع القريب والجار والغريب، ج١، ص٢٣٠ ، ٢٣١، دارالفكر ، بيروت ، لبنان.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مآخذ ومراجع ایک نظر میں

[۱] قرآن کریم .
[۲] كنزالإيمان في ترجمة القرآن ـــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری ، بریلوی [وفات:۱۳٤۰ھ] ـــــ مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.
[۳] خزائن العرفان في تفسير القرآن ـــــ صدرالافاضل مولانا سيد محمد نعیم الدین مرادآبادی [وفات:۱۳٦۷ھ] ـــــ مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور ، اعظم گڑھ.
[٤] صحيح البخاری ـــــ أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بخاري [وفات : ۲٥٦ھ] ـــــ مجلس برکات ،جامعه اشرفیه ، مبارك پور.
[٥] الصحيح لمسلم ـــــ أبو الحسين مسلم بن حجاج بن مسلم قشيرى نیشاپوری [وفات:۲٦۱ھ] ـــــ مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور، اعظم گڑھ.
[٦] سنن ابن ماجه ـــــ حافظ أبو عبدالله محمد بن يزيد قزوينى ابن ماجه [وفات :۲۷٥ھ] ـــــ دارالکتب العلمية ، بیروت ، لبنان.
[۷] سنن أبي داؤد ـــــ أبو داؤد سلیمان بن أشعث سجستانی، ازدی [وفات: ۲۷٥ھ] ـــــ دارالمعرفة ، بیروت ، لبنان.
[۸]جامع الترمذی ـــــ أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی [وفات: ۲۷۹ھ] ـــــ مجلس برکات ، جامعه اشرفیه ، مبارك پور، اعظم گڑھ.
[۹] سنن النسائی ـــــ أبوعبدالرحمٰن أحمد بن شعيب بن على خراسانی نسائی [وفات: ۳۰۳ھ] ـــــ دار ابن حزم ، بیروت ، لبنان.
[۱۰] المصنف في الأحاديث والآثار ـــــ حافظ عبدالله بن محمد بن أبي شيبه عبسی کوفی [وفات: ۲۳٥ھ] ـــــ دارالفکر ، بیروت ، لبنان.
[۱۱] مسند البزار ـــــ أبو بكر أحمد بن عمر و بن عبد الخالق بزار [وفات: ۲۹۲ھ] ـــــ مكتبة العلوم والحكم ، المدينة المنورة .

[۱۲] مسند أبی یعلیٰ الموصلی ــــ أبو یعلی أحمد بن علي بن مثنی موصلي [وفات: ۳۰۷ھ] ــــ دارالکتب العلمیة ، بیروت ، لبنان.
[۱۳] صحیح ابن خزیمة ــــ أبو بکر محمد بن إسحاق بن خزیمه سلمی نیشاپوری[وفات :۳۱۱ھ] ــــ المکتب الاسلامی ، بیروت ، لبنان.
[١٤] صحیح ابن حبان ــــ أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد تمیمي، دارمي، بُستي [وفات: ٣٥٤ھ] ــــ موسسة الرسالة ، بیروت، لبنان/ المکتبة الشاملة.
[١٥] المعجم الأوسط للطبرانی ــــ أبو القاسم سلیمان بن أحمد بن أیوب طبرانی [وفات:٣٦٠ھ] ــــ دارالکتب العلمیة ، بیروت ، لبنان.
[١٦] المعجم الکبیر للطبرانی ــــ أبو القاسم سلیمان بن أحمد بن أیوب طبرانی [وفات: ٣٦٠ھ] ــــ داراالکتب العلمیة ، بیروت ، لبنان/ المکتبة الشاملة.
[۱۷] المستدرك علی الصحیحین للحاکم ــــ أبو عبد الله محمد بن عبد الله حاکم نیشاپوری[وفات: ٤٠٥ھ] ــــ دارالعرفة ، بیروت ، لبنان.
[۱۸] السنن الکبریٰ للبیهقی ــــ أبو بکر أحمد بن حسین بن علی خراسانی بیهقی[وفات : ٤٥٨ھ] ــــ دارالفکر ، بیروت ، لبنان.
[۱۹] دلائل النبوة للبیهقی ــــ أبو بکر أحمد بن حسین بن علی خراسانی بیهقی[وفات : ٤٥٨ھ] ــــ دارالکتب العلمیة ، بیروت .
[۲۰] شعب الإیمان للبیهقی ــــ أبو بکر أحمد بن حسین بن علی خراسانی بیهقی[وفات:٤٥٨ھ] ــــ دارالکتب العلمیة،بیروت ، لبنان.
[۲۱] الترغیب والترهیب من الحدیث الشریف ــــ أبو محمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبد القوی منذری[وفات:٦٥٦ھ] ــــ المکتبة التجاریة الکبریٰ ، مصر.
[۲۲] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ــــ حافظ نور الدین علي بن أبي بکر الهیثمي[وفات :۸۰۷ھ] ــــ دارالفکر ، بیروت ، لبنان.
[۲۳] جامع الأحادیث للسیوطی ــــ حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی [وفات: ۹۱۱ھ] ــــ دارالفکر ، بیروت ، لبنان.
[٢٤] کنزالعمال في سنن الأقوال والأفعال ــــ علاء الدین علي متقی بن حسام الدین هندی برهان پوری.[وفات: ۹۷٥ھ] ــــ مجلس دائرة المعارف العثمانیة، حیدرآباد، دکن.

[٢٥] مشكاة المصابيح ـــــ ولى الدين أبو عبدالله محمد بن عبدالله خطيب تبريزى ـــــ مجلس بركات ، جامعه اشرفيه ، مبارك پور.
[٢٦] فتح البارى بشرح صحيح البخارى ـــــ أبوالفضل أحمد بن على بن حجر عسقلانى [وفات:٨٥٢ھ] ـــــ دارأبى حيان ، قاهره ، مصر.
[٢٧] حجة الله البالغة ـــــ شاه ولى الله ابن عبدالرحيم دهلوى ـــــ دارإحياء العلوم ، بيروت ، لبنان.
[٢٨] فتاوىٰ رضويه ـــــ اعلىٰ حضرت امام احمد رضا خان قادرى، بريلوى [وفات:١٣٤٠ھ] ـــــ رضااكيڈمى،ممبئى/ دعوت اسلامى سوفٹ وير.
[٢٩] بهار شريعت ـــــ صدرالشريعه مفتى محمد امجد على اعظمى ، [وفات : ١٣٦٧ھ] ـــــ مكتبة المدينه.
[٣٠] مكاشفة القلوب مترجم ـــــ حجة الاسلام امام غزالى ـــــ مترجم : علامه تقدس على خان ـــــ رضوى كتاب گهر، مٹيا محل ، جامع مسجد ، دهلى.
[٣١] إحياء علوم الدين ـــــ حجة الاسلام ابو حامد محمد بن محمد طوسى شافعى غزالى ـــــ دارصادر ، بيروت ، لبنان.
[٣٢] رياض الناصحين ـــــ مولانا محمد بن شيخ محمد ربحامى ـــــ مكتبة الحقيقة ، استانبول ، تركى.
[٣٣] درة الناصحين فى الوعظ والإرشاد ـــــ شيخ عثمان بن حسن بن أحمد الشاكر الخوبوى ـــــ ابناء مولوى محمد بن غلام رسول السورتى ، تجار الكتب ، جاملى محله ، ممبئى.
[٣٤] قرة العيون ومفرح القلب المحزون علىٰ هامش الروض الفائق فى المواعظ والرقائق ـــــ امام أبوالليث سمرقندى ـــــ المطبعة الميمنية، مصر.
[٣٥] نزهة المجالس ـــــ امام عبدالرحمٰن بن عبدالسلام صفورى شافعى [وفات:٩٠٠ھ] ـــــ دارالفكر ، بيروت ، لبنان.
[٣٦] بزم اولياء ترجمه الروض الرياحين فى حكايات الصالحين ـــــ امام عبدالله بن اسعد يافعى ـــــ مترجم : مولانا بدرالقادرى مصباحى، هالينڈ ـــــ المجمع الاسلامى ، مبارك پور، اعظم گڑھ.

****

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضامین کی ایک جھلک